عقیدہ طائفہ منصورہ



مصنف شیخ عبدالمنعم مصطفی حلیمہ ابوبصیر الطرطوسی حفظہ اللہ

مترجم حافظ طاہر اسلام عسکری حفظہ اللہ

ع

منبر التوحید والسنۃ

برائے "المکتبۃ الرحمانیۃ"

از مترجم

8.9.12

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عقیدہ طائفہ منصورہ

عقیدہ طائفہ منصورہ

مصنف شیخ عبد المنعم مصطفیٰ حلیمہ ابو بصیر الطرطوسی حفظہ اللہ

مترجم حافظ طاہر اسلام عسکری حفظہ اللہ

منبر التوحید والسنۃ

گفتارِ مترجم

عقیدہ کا علم انتہائی اشرف واعلیٰ مرتبے کا حامل ہے، کیونکہ کسی علم کی قدر ومنزلت کا تعین اس کے موضوع سے ہوتا ہے اور عقیدہ کا موضوع اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذات وصفات ہیں، بقیہ مسایل ان کے تابع ہیں۔ دیگر اسلامی علوم کی طرح علماے اسلام نے فن عقیدہ پر بھی بے شمار کتابیں لکھی ہیں، جن میں سے بعض مختصر ہیں اور بعض مطول، اور دونوں ہی نوعیت کی کتابیں اپنی خصوصیات کی بنا پر مفید ہیں۔ مفصل کتاب سے اگر ہر مسئلہ پوری شرح وبسط سے فکر ونظر کے سامنے آجاتا ہے، تو مختصر کتاب کا فایدہ یہ ہے کہ اسے ذہن نشین کرنے میں سہولت رہتی ہے اور بالاجمال تمام ضروری مسایل ونکات، فہم وفکر کی گرفت میں آجاتے ہیں۔

علماے سلف کی تحریر کردہ مختصر کتبِ عقیدہ میں سے امام ابوجعفر طحاوی (م 321ھ) کے 'عقیدۂ طحاویہ' کو جو شہرت اور قبولِ عام نصیب ہوا، وہ کسی دوسری کتاب کے حصہ میں نہیں آیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی بے شمار شرحیں اور حواشی لکھے گئے ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ اس کے اختصار وجامعیت اور اصابت منہج کے پیش نظر، عرب وعجم کے سلفی مدارس میں یہ آج بھی شامل نصاب ہے۔ 'عقیدۂ طحاویہ' کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علماے سلف اپنے عہد کے افکار ونظریات پر گہری نگاہ رکھتے تھے اور ان سے متعلق قرآن وحدیث اور صحابہ کرام ؓ کے آثار کی روشنی میں اپنا موقف واضح کرتے تھے۔ ہر دور میں کچھ ایسے مسایل ہوتے ہیں، جن پر خصوصیت سے عنان توجہ مبذول کرنا پڑتی ہے۔ چنانچہ 'عقیدہ طحاویہ' میں جرابوں پر مسح کو بھی عقاید میں شامل کیا گیا ہے، حالانکہ اصولاً یہ ایک فقہی مسئلہ ہے۔ لیکن جب ایک گروہ نے اس مسنون عمل کا سختی سے انکار کیا تو اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے عقاید میں داخل کرنا ناگزیر ٹھہرا، ظاہر ہے اس سے پہلے کے ادوار میں اس کی ضرورت نہ تھی۔ اسی طرح امام طحاویؒ سے پہلے مامون کے زمانے میں جب ایک عقلیت پسند گروہ (معتزلہ) نے اللہ عزوجل کی صفت کلام کا

انکار کرتے ہوئے قرآن شریف کو کلام الٰہی ماننے کے بہ جائے اسے مخلوق قرار دیا، تو امامِ اہلِ سنت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر کتاب وسنت کا زاویہ نظر واضح کیا اور اس کی پاداش میں بے شمار مصایب ومشکلات کا پامردی سے سامنا کیا۔

سلف صالحین کے اس طرزِ عمل سے بہ آسانی یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ معاشرے میں رائج نظریات وتصورات پر اسلامی نقطۂ نگاہ سے تبصرہ اور ان سے متعلق قرآن وحدیث کے موقف کی وضاحت عقیدہ کا لازمی جزو ہے، فلہٰذا اسلامی عقاید وافکار کے بیان اور توضیح وتفہیم میں اس نکتے کو ملحوظ ومرعی رکھنا ضروری ہے۔ انہیں نظر انداز کر کے چند مابعد الطبیعاتی اور فلسفیانہ افکار تو پیش کیے جا سکتے ہیں، لیکن انہیں ایمان وعقیدہ کا نام نہیں دیا جا سکتا۔

شیخ عبدالمنعم مصطفیٰ حلیمہ ابوبصیر طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے اہل سنت والجماعت کے منہج پر یہ مختصر کتابچہ تحریر کیا ہے اور اسے 'ھذہ عقیدتنا وھذا الذی ندعوا إلیہ' کا عنوان دیا ہے۔ شیخ موصوف متبحر عالم اور چالیس کے قریب بلند پایہ علمی وتحقیقی کتابوں کے مصنف ہیں، جن کے عناوین سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا اصل موضوع عقیدہ ہی ہے۔ شیخ طرطوسی نے علامہ ابن ابی العز الحنفی کی 'شرح طحاویہ' کی تلخیص وتہذیب بھی کی ہے۔ شیخ کا زیر نظر رسالہ اس اعتبار سے انفرادیت کا حامل ہے کہ انہوں نے اس میں منہج سلف کے مطابق اسلامی عقاید کے بیان میں عصر حاضر کے معروف اور مروجہ تصورات مثلاً جمہوریت اور سیکولرازم کو بھی موضوع بحث بنایا ہے اور وحی الٰہی کی روشنی میں ان کی حیثیت متعین کی ہے۔ ان کے علاوہ بھی بعض اہم مسایل کو اجاگر کیا ہے۔ میری رائے میں 'عقیدہ طحاویہ' یا عقاید سے متعلق کسی بنیادی کتاب کے مطالعہ کے بعد اس کا باقاعدہ درس ہونا چاہیے، جس میں تفصیل کے ساتھ اس کے مندرجات کی شرح کی جائے۔ جو لوگ تحریکی حلقوں سے وابستہ ہیں، انہیں لازماً اس کا مطالعہ کرنا چاہیے کہ اس سے اہل سنت کا عقیدہ ومنہج اور اندازِ فکر پوری طرح نکھر کر نظر وبصر سامنے آجائے گا۔ واضح رہے کہ اس کا انگریزی ترجمہ بھی ہو چکا ہے اور شیخ موصوف کی ویب سایٹ www.abubaseer.bizland.com پر دستیاب ہے۔

برادرم مولانا محمد حسن موہل حفظہ اللہ نے، جو عقایدی مباحث کا خاص مذاق رکھتے ہیں، مجھے اس کا عربی متن مہیا کرتے ہوئے اس خواہش کا، جو میرے لیے حکم کا درجہ رکھتی ہے، اظہار کیا کہ میں اسے اردو میں منتقل کردوں۔ میں نے تعمیلِ ارشاد کے طور پر ایک برس قبل اس کا ترجمہ کردیا تھا لیکن بہ وجوہ، جس میں میری کوتاہی کا بھی دخل ہے، اس کے چھپنے کی نوبت نہ آسکی۔ اب کچھ فرصت میسر آئی ہے تو اس پر نظر ثانی کرکے حوالۂ پریس کررہا ہوں۔ میں نے اسے فقرات میں تقسیم کرکے نمبرز لگادیے ہیں اور عناوین کا اضافہ کیا ہے، تاکہ مباحث کی تفہیم میں آسانی رہے۔ احادیث مبارکہ کے حوالے بھی درج کردیے ہیں۔ میں اس اردو ترجمے کو 'عقیدہ طایفہ منصورہ' کے نام سے موسوم کرتا ہوں اور رب کریم کی بارگاہ میں ملتجی ہوں کہ اس کاوش کو شرف قبولیت سے نواز کر جویانِ حق کے لیے مشعل راہ اور مترجم، اس کے والدین اور اہل خانہ کے لیے بخشش و مغفرت کا وسیلہ بنائے۔ آمین یا رب العالمین.

—— حافظ طاہر اسلام عسکری

17 ربیع الاوّل 1433ھ/10 فروری 2012ء

عقیدہ طایفہ منصورہ

بے شبہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں، اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں۔ ہم اپنے نفس کے فتنوں اور اپنے برے اعمال سے رب کریم کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ جسے اللہ رب العزت راہِ ہدایت پر گامزن کر دے، اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ اپنے در سے دھتکار دے، اس کے لیے کوئی رہبر نہیں ہو سکتا۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں اس امر کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ جناب محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اللہ آپ پر درود بھیجے اور آپ کی آل اور صحابہ پر بھی رحمتیں نازل فرمائے، نیز آپ ﷺ پر خوب سلامتی بھیجے۔

بعدہ!

یہ ہمارا عقیدہ ہے، ہم اسی کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اسی کے لیے جہاد کرتے ہیں۔ اسی پر ہمیں موت آئے گی، اسی پر ہمیں دوبارہ اٹھایا جائے گا اور یہی عقیدہ لے کر ہم اللہ عزوجل سے شرفِ ملاقات حاصل کریں گے۔ ان شاء اللہ

شہادت توحید

1) ہم ظاہر و باطن سے اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں تنہا ہے، وہ لاثانی ہے، اکیلا اور بے نیاز ہے۔ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد، اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔

2) اللہ عزوجل ہمیشہ سے تھا، اس کے ساتھ یا اس سے پہلے کوئی شے نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے

سب سے پہلے قلم کو تخلیق فرمایا، پھر عرش کو پیدا کیا۔ پھر آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل، مخلوق کی تقدیریں اور قیامت تک ہونے والے تمام امور و معاملات مقرر فرمائے۔

صفاتِ باری تعالیٰ

3) اس کے اچھے اچھے نام اور اعلیٰ ترین صفات ہیں۔ کوئی شے نہ تو اس کی ذات میں اس کی شبیہ، نظیر اور ہم مثل ہے اور نہ ہی اس کے خصایص وصفات اور ربوبیت والوہیت میں، جیسا کہ اس نے خود اپنے بارے میں فرمایا ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ. (الشوریٰ 42:11)

''کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں، وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔''

4) ہم کتاب وسنت سے ثابت شدہ اللہ تعالیٰ کے تمام اسمائے حسنیٰ اور صفات عالیہ کو ثابت مانتے ہیں اور بغیر کسی تاویل وتعطیل یا تشبیہ وتمثیل کے ان پر ایمان رکھتے ہیں، جیسا کہ نبی مکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام j کا طریق کار تھا۔

5) ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ اللہ رب العزت کے ایسے اسما اور صفات بھی ہیں، جو ہمیں معلوم نہیں ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں اپنے علم غیب میں اپنے پاس ہی رکھا ہے۔

6) ہم اس حقیقت پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے، جو اپنے بندوں سے بے نیاز ہے اور اس کے بندے اسی کے محتاج ہیں۔ تمام مخلوق اس کے ساتھ قایم اور اس کے در کی محتاج ہے، جبکہ وہ قایم بالذات اور اپنی مخلوق کو تھامنے والا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ. (آلِ عمران 3:2)

''اللہ، وہ زندہ جاوید ہستی، جو نظام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، حقیقت میں اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔''

نیز فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ

''لوگو! تم ہی اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو اور اللہ تو

وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ. (الفاطر 15:35)

سب سے بے پروا، تمام تعریفوں کے لائق ہے۔"

نیز ارشاد ربانی ہے:

فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ. (آل عمران 97:3)

"بے شک اللہ تمام دنیاوالوں سے بے نیاز ہے۔"

معبود برحق

7) ہمارا ایمان ہے کہ اللہ عزوجل ہی وہ پناہ دینے والا معبودِ برحق ہے، جو عبادت کا مستحق ہے، اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے۔ اسی اکیلے کی عبادت واجب ہے، اس کے علاوہ کسی ہستی کی، کسی بھی نوع کی عبادت جایز نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر شے مخلوق اور اسی کی پروردہ ہے، اسے یہ استحقاق نہیں کہ کسی بھی چیز میں اس کی عبادت کی جائے۔ اگر کوئی اس کی عبادت کرتا ہے، تو یہ عبادت باطل اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے۔

اطاعت ومحبتِ الٰہی

8) صرف اللہ عزوجل ہی اپنی ذات میں لایق اطاعت اور قابلِ محبت ہے۔ اس کے ماسوا سے محبت ہوگی تو اسی کے لیے اور اس کے علاوہ کسی کی اطاعت ہوگی، تو اسی کی فرمانبرداری میں۔ ہر وہ مخلوق جسے بالذات محبوب یا مطاع مان لیا جائے، تو یہ اسے اللہ کا شریک ٹھیرانے کے مترادف ہے، گویا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر یا اس کے ساتھ اس کی بھی پرستش کی جارہی ہے۔ پروردگارِ عالم فرماتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ. (البقرة 165:2)

"کچھ لوگ ایسے ہیں، جو دوسروں کو اس کا ہمسر اور مدّ مقابل بناتے ہیں اور ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور ایمان والے سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔"

حکمتِ تخلیقِ جن و بشر

9) اللہ تبارک وتعالیٰ نے صرف ایک مقصد کی خاطر مخلوق کو وجود بخشا، رسول بھیجے اور کتابیں نازل فرمائیں، وہ مقصد یہ ہے کہ لوگ صرف اسی اکیلے کی عبادت کریں اور کسی شے کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ رب کریم فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ. (الذاریات 56:51)

''میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔''

نیز فرمایا:

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَوٰةَ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ. (البینۃ 5:98)

''اوران کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں، اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے، بالکل یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، یہی نہایت صحیح و درست دین ہے۔''

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ (النحل:36:16)

''ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا، اور اس کے ذریعہ سے سب کو خبردار کر دیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔''

یہ عبادت، اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر حق ہے۔ اگر وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ حق ادا کریں گے، تو وہ انہیں عذاب نہیں دے گا اور جنت میں داخل فرمائے گا۔

تصورِ عبادت

10) عبادت، جسے اللہ تعالیٰ کے لیے بجا لانا واجب ہے، ان تمام ظاہری و باطنی اعمال و اقوال کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے، جو اللہ عزوجل کو محبوب ہیں۔ اللہ رب العزت

کا ارشاد ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ - لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ. (الأنعام6:162-163)

''فرما دیجیے کہ میری نماز، میرے تمام مراسم عبودیت، میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سر اطاعت جھکانے والا میں ہوں۔''

11) عبادت محض اسی صورت میں شرف قبولیت پائے گی، جب دو شرطیں موجود ہوں:

ایک یہ کہ وہ خالصتاً رضائے الٰہی کے لیے ہو، اس میں ریا کی آمیزش نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ مشروع اور مامور طریقے پر ہو۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے:

فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖ اَحَدًا. (الکھف18:110)

''پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے۔''

نیز فرمایا:

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیَاۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا.

(الملک67:2)

''جس نے موت اور زندگی کو ایجاد کیا تاکہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔''

'احسن عملًا' کی تفسیر میں سلف کا کہنا ہے کہ اس سے مراد وہ عمل ہے، جو درست یعنی سنت کے مطابق اور خالص ہو۔ یہ بسند صحیح ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا کَانَ لَہٗ خَالِصاً وَابْتُغِیَ بِہٖ وَجْھُہٗ.

(سنن النسائی :3089)

''بے شبہ اللہ تعالیٰ کسی عمل کو قبول نہیں فرماتا مگر یہ کہ وہ خالص اسی کے لیے ہو اور اس سے اسی کی رضا مقصود ہو۔''

نیز آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

قَالَ اللّٰہ تَعَالیٰ: اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ، فَمَنْ عَمِلَ عَمَلاً اَشْرَکَ فِیْہِ غَیْرِیْ فَاَنَا مِنْہُ بَرِیْءٌ وَھُوَ لِلَّذِیْ اَشْرَکَ (المعجم الاوسط للطبرانی : 324/6)

''اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں تمام شرکا سے بڑھ کر شرک سے مستغنی ہوں، جو شخص اپنے عمل میں میرے غیر کو شریک کرے، تو میں اس سے بیزار ہوں اور وہ عمل اسی کے لیے ہے جسے اس نے شریک ٹھیرایا۔''

12) یہ شرطیں انفرادی لحاظ سے تعبدی اعمال میں سے ہر ایک عمل کے لیے ہیں، لیکن اگر عبادت مجمل طور پر مراد ہو اور بہ حیثیت مجموعی وہ تعبدی اعمال مقصود ہوں، جنہیں لے کر بندہ بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوتا ہے، تو اس صورت میں ان دونوں شرطوں کے ساتھ تیسری شرط کا اضافہ بھی ضروری ہے اور وہ ہے: طاغوت کا انکار اور ظاہری و مخفی ہر طرح کے شرک سے اظہار براءت، کیونکہ شرک عمل کو باطل اور تباہ و برباد کر دیتا ہے اور قبولیتِ عمل میں مانع ہے۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

وَلَوْ اَشْرَکُوْا لَحَبِطَ عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ. (الانعام 88:6)

''اگر کہیں ان لوگوں نے شرک کیا ہوتا، تو ان کا سب کیا کرایا غارت ہو جاتا۔''

نیز فرمایا:

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ. (الزمر 65:39)

''تمہاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیا کی طرف یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم خسارے میں رہو گے۔''

حاکمیتِ الٰہی

13) جس طرح خلق و تخلیق کی صفت اللہ عزوجل کے لیے خاص ہے، اسی طرح مخلوق میں حکم اور فیصلے کا استحقاق بھی اسی کو حاصل ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی نے مخلوق تخلیق فرمائی ہے

اور وہی سب سے زیادہ یہ علم رکھتا ہے کہ اس کی مخلوق کے لیے کون سی شے مناسب اور موزوں ہے، لہٰذا اللہ رب العزت کی مخلوق اور بادشاہی میں صرف اسی کا حکم نافذ ہوگا، اس کے سوا ہر ایک کا حکم وامر باطل، مردود اور مسترد کیے جانے کے لایق ہے۔ پروردگار عالم فرماتا ہے:

اَلَا لَـهُ الْـخَلْقُ وَ الْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ. (الاعراف 7:54)

"خبردار رہو اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔ بڑا با برکت ہے اللہ، سارے جہانوں کا مالک و پروردگار۔"

نیز فرمایا:

اِنِ الْـحُـكْـمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّـاهُ ذٰلِكَ الـدِّيْـنُ الْقَيِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ. (یوسف 12:40)

"فرماں روائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے۔ اس کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو۔ یہی ٹھیٹھ سیدھا طریق زندگی ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔"

14) اسی کا حکم عدلِ مطلق اور حقِ مطلق ہے۔ وہی سب سے اچھا، سب سے خوبصورت اور سب سے زیادہ مفید و نافع ہے۔ اسی کی پیروی لازم ہے، اس کے مخالف ہر شے باطل اور مردود ہے، نیز وہ جاہلیت کا فیصلہ ہے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

اَفَـحُـكْـمَ الْـجَـاهِـلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَ مَنْ اَحْسَـنُ مِـنَ الـلّٰـهِ حُـكْـمًـا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ. (المائدہ 5:50)

"تو کیا پھر جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ جو لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں، ان کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں ہے۔"

نیز ارشادِ ربانی ہے:

وَالـلّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ.

"اور اللہ ٹھیک ٹھیک بے لاگ فیصلہ کرے گا۔ رہے وہ جن کو (یہ مشرکین) اللہ کو چھوڑ کر

(المومن 20:40) پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا بھی فیصلہ کرنے والے نہیں ہیں۔"

اقسامِ توحید

15) ہم الوہیت، ربوبیت اور اسما وصفات میں اللہ رب العزت کی توحید و یکتائی کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ ہم اس کے قایل نہیں ہیں کہ تحاکم یا حاکمیت میں اللہ تعالیٰ کی توحید، چوتھی یا پانچویں قسم کی توحید ہے۔ ہمارا اعتقاد تو یہ ہے کہ اس کے بعض پہلو توحید الوہیت میں داخل ہیں، بعض توحید ربوبیت میں اور بعض کا تعلق توحید اسما وصفات سے ہے۔

توحید حاکمیت کی اہمیت

16) ہم توحید کے اس پہلو کی اہمیت پر زور دیتے ہیں اور اس کا بہ طور خاص تذکرہ کرتے ہیں کیونکہ ہمارے اعتقاد کی رو سے عصرِ حاضر میں امت مسلمہ اسی جہت سے فتنے کا شکار ہے کہ حاکمیت میں اللہ رب العزت کی واحدانیت و یکتائی اور توحید کی مخالفت کی جارہی ہے اور اللہ عزوجل کے حکم وشریعت سے روگردانی کر کے طاغوت کے فیصلوں اور قوانین کو اپنایا جارہا ہے۔

دینِ برحق

17) ہم اس امر پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے۔ یہی تمام انبیا ورسل علیہم السلام کا دین ہے۔ یہی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے، جو یکسو تھے اور کبھی بھی شرک سے آلودہ نہ تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ الدِّيْنَ عِندَ اللهِ الْإِسْلَامُ. "اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔"

(آل عمران 19:3)

نیز فرمایا:

وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ "اس اسلام کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ

يُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. (آل عمران 85:3)

اختیار کرنا چاہے اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہے گا۔"

18) پیغمبروں یا آسمانی مذاہب کے مابین جو اختلاف تھا وہ صرف شریعتوں میں تھا، عقاید اور اصول میں کوئی فرق نہ تھا۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰكُمْ. (المائدہ 48:5)

"ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک شریعت اور ایک راہ عمل مقرر کی۔ اگرچہ اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک امت بھی بنا سکتا تھا، لیکن اس نے یہ اس لیے کیا کہ جو کچھ اس نے تم لوگوں کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔"

رسالت محمد ﷺ

19) ہم اس امر پر ایمان رکھتے اور اس کی شہادت دیتے ہیں کہ سیدنا محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ اللہ کے حبیب و خلیل اور جملہ انبیا و رسل f کے سردار ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آں حضرت ﷺ کو تمام جہانوں اور کل جن و انس کے لیے رحمت اور بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ. (الانبیاء 107:2)

"اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

نیز فرمایا:

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا. (الفرقان 1:25)

"نہایت متبرک ہے وہ جس نے یہ فرقان اپنے بندے پر نازل کیا تاکہ وہ سارے جہان والوں کے لیے ڈرانے والا ہو۔"

نیز فرمایا:

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ. (ص 87:38) ''یہ تو ایک نصیحت ہے تمام جہان والوں کے لیے۔''

پس رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے لے کر قیامت تک کے جن وانس میں سے جس نے آں حضور ﷺ کا تذکرہ سنا، اس کے لیے آپ ﷺ کے سوا کسی کی اتباع کی گنجایش نہیں ہے۔ جس نے جناب رسالت مآب ﷺ کا ذکر سنا، لیکن آپ ﷺ پر ایمان لایا اور نہ آپ ﷺ کی پیروی کی، تو وہ دوزخی ہے۔

ختم نبوت

20) حضرت رسول کریم ﷺ خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. (الاحزاب:40:33) ''مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔''

جس نے آپ ﷺ کے بعد یہ گمان کیا کہ وہ نبیِ مرسل ہے، وہ انتہا درجے کا جھوٹا، شیخی خور اور کافر و مرتد ہے۔

21) ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے پیامِ رسالت پہنچا دیا، امانت ادا کر دی اور اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کر دیا۔ آپ پر پروردگار عالم کی رحمتیں اور سلامتی ہو۔

اسوۂ حسنہ

22) رسول اللہ ﷺ ہمارے قاید و پیشوا اور ہمارے آیڈیل ہیں۔ اللہ تک پہنچانے کے لیے آپ ﷺ ہمارے رہنما ہیں اور دنیا و آخرت کی ہر بھلائی تک پہنچنے کے لیے ہمارے لیے دلیل راہ ہیں۔ آں حضور ﷺ نے ہمارے سامنے ہر اس شے کی وضاحت فرما دی اور اس کو اپنانے کا حکم دیا ہے، جو ہمیں اللہ اور جنت کے قریب کر سکتی ہے۔ ہر وہ چیز جو

ہمیں اللہ تعالیٰ سے دور اور جہنم سے قریب کرنے کا باعث ہے، نبی اکرم ﷺ نے اسے بھی کھول کر بیان کر دیا اور ہمیں اس سے باز رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔

آپ ﷺ نے ہمیں ایسے روشن راستے پر چھوڑا، جس کی رات بھی دن کی طرح چمکتی دمکتی ہے۔ اس سے وہی منحرف ہوتا ہے، جو ہلاک ہونے والا ہے۔ جو شخص آپ ﷺ کے طریقہ اور سنت کو مضبوطی سے تھام لیتا ہے، نجات پاتا ہے اور جو آپ ﷺ کی مخالفت کرتا اور آپ ﷺ کی سنت سے منہ پھیر لیتا ہے، وہ بالیقین ہلاکت و بربادی کے گڑھوں میں جا گرتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا.

(الاحزاب:21:33)

"درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یومِ آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔"

نیز فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ.

(آل عمران 31:3)

"اے نبی! لوگوں سے کہہ دیجیے اگر تم حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو، تو میری پیروی اختیار کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔"

اطاعت رسول ﷺ

23) نبی مکرم ﷺ کی اطاعت و اتباع ان تمام امور میں واجب ہے، جو آپ ﷺ نے اپنے رب کی طرف سے پہنچائے اور جن کا حکم دیا۔ جس نے آں حضرت ﷺ کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جس نے آپ ﷺ کی نافرمانی کی، وہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے۔

اللہ رب العزت فرماتا ہے:

وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ. (آل عمران 132:3)

"اور اللہ اور رسول کا حکم مان لو، توقع ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا۔"

نیز فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ. (النساء 59:4)

"اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔"

نیز فرمایا:

وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. (الانفال 1:8)

"اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔"

اور فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ. (محمد 47:33)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرلو۔"

24) رسول اکرم ﷺ کی اطاعت میں یہ امر بھی شامل ہے کہ اپنے نزاعات و مقدمات آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی سنت کی طرف لے جائے جائیں۔ جو آپ ﷺ کے فیصلے یا سنت کو رد کرتا ہے، وہ فیصلہ الٰہی کو رد کرتا ہے اور جو اللہ عزوجل کے فیصلے کو رد کرنے کا مرتکب ہو، وہ کافر ہو جاتا ہے۔ رب کریم کا فرمان ہے:

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا. (النساء 65:4)

"اے محمد ﷺ تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں، بلکہ سربسر تسلیم کرلیں۔"

نیز ارشاد فرمایا:

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى

"پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملے میں

اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا. (النساء 59:4)

نزاع ہو جائے، تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو، اگر تم واقعی اللہ اور روزِ آخر پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے۔"

اور فرمایا:

فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ. (النور 63:24)

"رسول ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آجائے۔"

اربابِ تفسیر کے حسب تصریح اس مقام پر فتنے سے شرک وکفر مراد ہے۔

نیز ارشادِ ربانی ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا. (الاحزاب 36:33)

"کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔"

عصمت پیغمبر ﷺ

25) ہر شخص، خواہ کتنا ہی بلند مرتبہ ہو، غلطی بھی کرتا ہے اور درست فیصلے تک بھی پہنچتا ہے، اس کی بات کو قبول بھی کیا جا سکتا ہے اور رد بھی، اس سے یہ کہنا بھی درست ہے کہ تو نے غلطی کی یا صحیح بات کی۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی اس سے مستثنیٰ ہے، آپ ﷺ کے بارے میں محض حق وصواب اور عدل وانصاف ہی کا تصور کیا جا سکتا ہے، کیونکہ

آپ ﷺ اپنی خواہش نفس سے بات ہی نہیں کرتے۔فرمانِ الٰہی ہے:

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى. إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى. (النجم 53:4-3)

''وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا، یہ تو ایک وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے۔''

نیز فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ.

(الحجرات 49:2-1)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ اور اس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو اور اللہ سے ڈرو، اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنی آواز نبی کی آواز سے بلند نہ کرو، اور نہ نبی ﷺ کے ساتھ اونچی آواز سے بات کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔''

آنحضور ﷺ کے فرمان کی بنا پر دوسروں کے اقوال رد کیے جائیں گے، لیکن دیگر لوگوں کے اقوال کی بنیاد پر آپ ﷺ کے ارشاد کو رد نہیں کیا جا سکتا، خواہ وہ کتنی ہی بلندی مرتبت اور علوشان کے حامل ہوں۔

محبت و تعظیم رسول ﷺ

26) نبی کریم ﷺ سے محبت رکھنا اور آپ ﷺ پر درود بھیجنا واجب ہے۔اسی طرح آپ ﷺ کی توقیر و تعظیم بجالانا بھی لازم ہے، لیکن اس باب میں غلو اور بے ادبی سے مجتنب رہنا ضروری ہے، کیونکہ رسول معظم ﷺ نے ہمیں اس سے روکا ہے۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ؛ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ

''مجھے میری حد سے اس طرح نہ بڑھانا جیسے عیسائیوں نے (عیسیٰ) ابن مریم کو بڑھا دیا۔

وَرَسُوْلُهٗ. (صحیح بخاری:3445) | میں تو فقط اللہ کا بندہ ہوں۔ پس تم بھی مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہا کرو۔"

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ایک لڑکی کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا:

وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ. | "اور ہم میں ایسے نبی ہیں، جو آیندہ ہونے والے معاملات کا علم رکھتے ہیں۔"

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَقُوْلِيْ هٰكَذَا، وَقُوْلِيْ مَا كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ. (صحیح بخاری:4001) | "اس طرح نہ کہو، بلکہ جو پہلے کہہ رہی تھی، وہی کہو۔"

توہین رسالت

27) جو شخص نبی مکرم ﷺ سے بغض رکھے، یا آپ ﷺ کے دین اور حکم و فیصلے سے نفرت کرے یا آپ ﷺ کو گالی دے یا آپ ﷺ کا مذاق اڑائے یا آپ ﷺ کی قدر و منزلت کی تنقیص کرے، تو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ. لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ. (التوبة 9:66-65) | "ان سے کہو کیا تمہاری ہنسی دل لگی اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ تھی؟ اب بہانے نہ تراشو تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے۔"

حجیتِ سنت

28) رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل واجب و لازم ہے، خواہ وہ آحاد ہو یا متواتر، اور یہ اصول و فروع اور عقاید و احکام سب میں حجت ہے۔

رہی یہ تفریق کہ مسایل اعتقاد میں حدیث متواتر پر تو عمل ہوگا، لیکن حدیث آحاد پر نہیں، تو یہ دین میں نو ایجاد شدہ امور میں سے ہے۔ یہ ارباب کلام اور خواہش پرستوں کا طرز عمل

ہے۔ مزید برآں یہ دلیل شرعی سے متصادم اور اس طریق عمل کے برخلاف ہے، جس پر ہمارے سلف صالحین پہلے تین زمانوں میں کاربند رہے ہیں۔ شرع میں ان قرون ثلاثہ کی خیرو فضیلت کی شہادت دی گئی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

29) ہم تمام اصحاب پیغمبر کے لیے خوشنودیٔ رب کے طالب ہیں، وہ انصار ہوں یا مہاجرین، یا ان کے علاوہ فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والے۔ ہم ان سے محبت رکھتے ہیں، نیز ان لوگوں سے بھی ہمیں محبت ہے، جو صحابہ کرام ؓ سے محبت کا دم بھرتے ہیں۔ جو اصحاب پیغمبر سے بغض و عداوت رکھتا ہے، ہم بھی اس سے دشمنی رکھتے ہیں۔ جو ان پر لعنت کرے، ہم اس پر لعنت کرتے ہیں اور جو انہیں کافر قرار دے، ہم اس کی تکفیر کرتے ہیں۔ اس لیے کہ انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا درحقیقت دین مبین، کتاب اللہ اور سید الانبیاء والمرسلین ﷺ پر طعن ہے۔ پس صحابہ رسول کو ہدف مطاعن ٹھیرانے اور ان پر اظہار غیظ و غضب اور برہم ہونے کی جرأت محض منافق اور کافر ہی کرتا ہے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا.

(الفتح 18:48)

"اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا، جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے دلوں کا حال اس کو معلوم تھا، اس لیے اس نے ان پر سکینت نازل فرمائی اور ان کو انعام میں قریبی فتح بخشی۔"

درخت کے نیچے جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اکرم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی تھی، ان کی تعداد چودہ سو سے زاید تھی۔ جب اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہوا، تو اس کی خوشنودی کا سبب ان کا دین، اعمال صالحہ، حسن جہاد اور نصرت رسول ﷺ تھی۔

نیز ربِّ کریم فرماتا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا. (الفتح 48:29)

’’محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں۔ تم جب دیکھو گے انہیں رکوع و سجود، اور اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلب میں مشغول پاؤ گے۔ سجود کے اثرات ان کے چہروں پر موجود ہیں، جن سے وہ الگ پہچانے جاتے ہیں۔ یہ ہے ان کی صفت توراۃ میں اور انجیل میں اُن کی مثال یوں دی گئی ہے کہ گویا ایک کھیتی ہے، جس نے پہلے کونپل نکالی، پھر اس کو تقویت دی، پھر وہ موٹی ہوئی، پھر اپنے تنے پر کھڑی ہو گئی۔ کاشت کرنے والوں کو وہ خوش کرتی ہے تا کہ کفار ان کے پھلنے پھولنے پر جلیں، اس گروہ کے لوگ جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں، اللہ نے ان سے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔‘‘

نبی مکرم ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے مہاجر اور انصاری صحابہؓ ہی تھے۔ یہ آیت اس امر پر بھی دلالت کناں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر محض کافر لوگ ہی غصے و برہمی کا اظہار کرتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا:

لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ. ’’تا کہ کفار ان کے پھلنے پھولنے پر جلیں۔‘‘

نیز ارشادِ ربانی ہے:

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ. لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ.

(التوبة 9:65-66)

''کہو، کیا تم اللہ سے اور اس کی آیات سے اور اس کے رسول سے ہنسی دل لگی کر رہے تھے۔ بہانے مت بناؤ، تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے۔ اگر ہم تم میں سے ایک گروہ کو معاف کر دیں تو دوسرے گروہ کو تو ضرور سزا دیں گے کیونکہ وہ مجرم ہیں۔''

یہ لوگ جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے، انہوں نے بہ طور خاص اللہ عزوجل، اس کی آیات اور اس کے رسول کا ٹھٹھا نہیں اڑایا تھا، بلکہ انہوں نے تو محض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے استہزا کیا تھا۔ ان لوگوں نے اصحاب رسول کے بارے میں یہ کلمات کہے تھے کہ:

مَارَاَيْنَا مِثْلَ قُرَّائِنَا هٰٓؤُلَاءِ يَعْنِيْ اَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ اَرْغَبَ بُطُوْنًا، وَلَا اَكْذَبَ لِسَانًا، وَلَا اَجْبَنَ عِنْدَ اللِّقَاءِ!! (تفسیر طبری، زیر آیت مذکورہ)

''ہم نے اپنے ان قرآن خوانوں یعنی اصحاب پیغمبر جیسے لوگ نہیں دیکھے، جو کھانے میں پیٹو، زبان کے جھوٹے اور میدان جنگ میں بزدلی دکھانے والے ہیں۔''

ان کی اس بات کو اللہ عزوجل سے استہزا قرار دیا گیا، جس نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پاکیزگی نفس بیان کی اور ان کی تعریف وستایش کی۔ اسے آیات الٰہی سے ٹھٹھا قرار دیا گیا، جن میں صحابہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے راضی ہونے کا تذکرہ ہے اور ان ریمارکس کو رسول اکرم ﷺ کا مذاق اڑانے کے مترادف کہا گیا کہ آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کی بھلائی کے ساتھ تعریف وتوصیف فرمائی ہے، لہٰذا اس بنا پر وہ ایمان کے بعد کافر ہو گئے۔

عدالت صحابہ رضی اللہ عنہم

30) ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام عادل ہیں، وہ انبیا ورسل کے بعد تمام مخلوق میں سب سے بہتر وافضل ہیں۔ ان کا زمانہ 'خیر القرون' یعنی بہترین زمانہ ہے۔ وہ اپنے

بعد آنے والوں کی نسبت سب سے بڑھ کر فقیہ، سب سے زیادہ عالم، سب سے زیادہ پختہ کار و دانشمند اور سب سے بڑھ کر راہِ سلامتی پر گامزن تھے۔ جو ان کے طریق کار اور منہج پر چلتا اور ان کے فہم و بصیرت کی تلاش و جستجو کرتا ہے، وہ رشد و ہدایت اور نجات سے سرفراز ہوتا ہے اور جو ان کی مخالفت کرتا اور ان کے منہج و راستے کو چھوڑ کر کسی اور شے کی پیروی کرتا ہے، وہ ضلالت و گمراہی سے ہمکنار ہوتا ہے۔ ربّ ذوالجلال فرماتا ہے:

وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا. (النساء 115:4)

''جو شخص رسول کی مخالفت پر کمر بستہ ہو اور اہل ایمان کی روش کے سوا کسی اور روش پر چلے، درآں حالاں کہ اس پر راہ راست واضح ہو چکی ہو، تو ہم اس کو ہم اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا اور اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بدترین جائے قرار ہے۔''

'سبیل المؤمنین' کے اطلاق میں داخل ہونے کے سب سے زیادہ لائق حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

(31) سب سے افضل صحابہ وہ ہیں جن کے فضل و شرف پر امت کا اجماع ہے اور وہ یہ ہیں: سیدنا ابوبکر صدیق، پھر سیدنا الفاروق عمر بن خطاب، پھر سیدنا عثمان بن عفان اور ان کے بعد سیدنا علی بن ابی طالب۔

(32) ہمارا اعتقاد ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد سب سے بہتر زمانہ احسان کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والے تابعین کا ہے۔ پھر دوسرا زمانہ افضل ہے اور اس کے بعد تیسرا۔ بعد ازاں جھوٹ عام ہو جائے گا اور امانت و دیانت میں انتہائی ضعف و کمزوری آ جائے گی حتی کہ ازراہ تعجب یوں کہا جائے گا کہ فلاں قبیلہ میں ایک شخص ہے جو امانت و دیانت سے اتصاف پذیر ہے۔ لا حول ولا قوة الا باللہ۔

(33) خیر و فضیلت کی سند رکھنے والے قرون ثلاثہ کے بعد آنے والوں کی قدر و قیمت اور مقام

و مرتبے کا تعین اس امر سے ہوگا کہ وہ دین و شریعت اور فہم سلف کا کس قدر التزام کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض تو اس باب میں بہت مالا مال ہیں اور بعض کی پونجی قلیل ہے۔ باری تعالیٰ ہم سب کا شمار ان میں کرے جن کے دامن کثرتِ عمل سے بھرے ہوئے ہیں۔

اخوتِ ایمانی

34) ہمارا عقیدہ ہے کہ اہل ایمان بے شبہ ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ ان میں باہمی محبت کا ہونا واجب ہے۔ وہ اپنے علاوہ دیگر لوگوں کے مقابلے میں دستِ واحد کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کا ادنیٰ فرد بھی ان کے عہد و پیمان کا پاس رکھتا ہے۔ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے دشمن کے رحم و کرم پر چھوڑتا ہے۔ وہ نہ اس کی مدد سے دست کش ہوتا ہے اور نہ اس کی تحقیر و توہین کرتا ہے۔

35) ایک مسلمان کا خون، مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ اس کے خلاف کسی بھی معاملے میں زیادتی کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح محض ظن و تخمین اور مرجوح و متشابہ امور کی بنا پر کسی مسلمان کو کافر قرار دینا بھی درست نہیں ہے، الا کہ اس سے ایسا کھلا کفر صادر ہو، جس میں کسی تاویل و توجیہ کی گنجایش نہ ہو اور ہمارے پاس اس سے متعلق کتاب اللہ اور سنتِ رسول سے کوئی صریح دلیل موجود ہو۔

36) جو شخص عامۃ المسلمین سے نفرت کرے، انہیں گالی دے یا ان کی تکفیر کرے، تو وہ کافر و منافق ہے، اس لیے کہ تمام مسلمانوں سے محض وہی بغض رکھ سکتا ہے جو منافق، اسلام کا منکر اور اس سے نفرت رکھتا ہو۔

دوستی اور دشمنی

37) ایسا مسلمان جس میں نیکی بھی ہو اور فسق بھی، تو اس میں محبت و دوستی اور بے رخی و سرد مہری ہر دو کے اسباب موجود ہیں۔ پس اس سے ایک پہلو سے محبت کی جائے گی اور

ایک پہلو سے بے رخی برتی جائے گی، اور اس طرزِ عمل کا مدار اس کی نیکی اور فسق کو ٹھیرایا جائے گا۔ علی الاطلاق کسی سے دشمنی اور بے مروّتی نہیں رکھی جائے گی، سوائے اس شخص کے جس نے کفر و شرک کو ایمان پر ترجیح دی اور مجرموں کے زمرہ میں داخل ہو گیا۔

علما کا مقام و مرتبہ

38) ہم اپنے اربابِ علم کا احترام اور تعظیم بجالاتے اور ان کے فضل و شرف اور حقوق کا اعتراف کرتے ہیں۔ جن معاملات میں ان سے خطا ہو جائے، ان میں تاویل کا باب کھلا رکھتے ہیں۔ لیکن ہم ان کی عصمت کا اعتقاد رکھتے ہیں اور نہ انہیں غلطی یا تنقید سے ماورا سمجھتے ہیں۔ اہل علم اس سے بھی بالاتر نہیں ہیں کہ ان کی تغلیط و تصویب نہ کی جا سکے۔

ہم علما کے حق میں تعصب رکھتے ہیں اور نہ ہی اِن کے خلافِ حق افکار و نظریات کے لیے تعصب کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ان کی لغزشوں اور خطاؤں میں ہم ان کی اتباع نہیں کرتے۔ حق، اس امر کے زیادہ لایق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے اور وہ ہمیں ہر شے سے زیادہ عزیز ہے۔

تصورِ ایمان

39) ہم ایمان سے متعلق وہی کہتے ہیں، جس کے سلف صالحین قایل تھے اور نصوصِ شریعت جس پر دلالت کناں ہیں اور وہ یہ ہے کہ:

ایمان اعتقاد، قول اور عمل سے عبارت ہے۔ یہ طاعات سے بڑھتا اور گناہوں اور معاصی سے کم ہو جاتا ہے۔ ایمان کا کلی خاتمہ صرف کفر اور شرک کی بنا پر ہوتا ہے۔

عمل کی بعض صورتیں صحتِ ایمان کے لیے شرط ہیں، جن کے زایل ہونے سے ایمان ختم ہو جاتا ہے اور بعض اس سے کم تر حیثیت کی حامل ہیں۔

40) ہم یوں نہیں کہتے کہ ''ہم کسی شخص کو گناہ کی بنا پر کافر نہیں ٹھہراتے تا آنکہ وہ اس گناہ کو جایز اور حلال سمجھے۔''

بلکہ ہمارا کہنا تو یہ ہے کہ ''ہم ہر گناہ کی بنا پر کسی کو کافر قرار نہیں دیتے یا ہم شرک کے سوا

کسی گناہ کی وجہ سے کسی فرد پر کفر کا حکم نہیں لگاتے مگر یہ کہ وہ اس کو حلال قرار دے دے۔"

شرک و کفر اور شرطِ استحلال

41) پس شرک فی نفسہ کفر ہے۔ اسی طرح ہر کفریہ قول و عمل بہ ذاتہ کفر ہے، اس کے لیے استحلال یعنی جایز سمجھنے کی شرط نہیں، نہ ہی یہ ضروری ہے کہ دل میں اس کے حلال ہونے کا اعتقاد رکھا جائے!

42) ہم اس کے بھی قایل نہیں کہ انسان محض جحود و انکار یا استحلال قلبی ہی کی بنا پر کافر ہوتا ہے، جیسا کہ اربابِ تجہم (جہمیہ) اور اصحاب ارجاء (مرجئہ) کا گمان ہے۔ کفر اس امر سے زیادہ وسعت رکھتا ہے کہ اسے محض جحود میں محصور سمجھا جائے۔ اس لیے کہ بسا اوقات کفر، اعراض اور عدم التفات کے پہلو سے ہوتا ہے، گاہے عناد و تکبر کی جہت سے اور بعض دفعہ طعن و استہزا کے پہلو سے۔ اِسی طرح کبھی کفر، مشرکین سے دوستی اور تعاون کی بنا پر ہوتا ہے اور کبھی اللہ عزوجل یا اس کے وعدہ وعید میں شک کی وجہ سے۔ بعض مرتبہ عبادت کی کسی قسم یا نوع کو مخلوق کے لیے بجالانے سے بھی کفر لازم آتا ہے۔ پس ان تمام اقسامِ کفر کی بنا پر کسی شخص کی تکفیر ممکن ہے، اگر چہ وہ حق کا انکار نہ ہی کرتا ہو یا اپنے قلب و ذہن میں کفر کو حلال نہ ہی سمجھتا ہو۔

43) اسی طرح ممکن ہے کہ جحود و تکذیب زبان و عمل سے ہو، جیسا کہ دل سے اس کے ہونے کا امکان ہے۔ تمام صورتوں میں اسے کفر جحود ہی کا نام دیا جائے گا، اور اس تمام تفصیل پر نصوص شریعت دلالت کناں ہیں۔

ضابطۂ اسلام و کفر

44) جو شخص ہمارے سامنے اپنے اسلام کا اظہار کرے، ہم اس پر مسلمان ہونے کا حکم لگائیں گے اور اس سے مسلمانوں جیسا معاملہ ہی کریں گے۔ اور جو ہمارے سامنے بلا کسی معتبر مانع شرعی کے اپنا کفر ظاہر کرے گا، ہم اس کی تکفیر کریں گے، ظاہری و باطنی طور پر اس

پر کفر کا حکم لگائیں گے اور اس سے کافروں جیسا برتاؤ کریں گے۔

تارکِ توحید و عمل صالح

45) ہم اس شخص کے کفر کا اعتقاد رکھتے ہیں، جو توحید پر عمل نہیں کرتا۔اسی طرح اس شخص کے کفر کے بھی قایل ہیں، جس سے مطلق عمل یا جنسِ عمل ہی مفقود ہے، کیونکہ اللہ رب العزت کا یہ فرمان ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (آل عمران 31:3)

''اے نبی! لوگوں سے کہہ دو کہ ''اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو، تو میری پیروی اختیار کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔''

پس جس نے کبھی بھی آں حضرت ﷺ کی اتباع نہیں کی، تو اس سے محبت الٰہی کی بھی مطلق نفی ہوگی اور جس کا یہ معاملہ ہو اس کے کفر میں شک کی گنجایش نہیں ہے۔

نیز اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى. (طٰهٰ 124:20)

''اور جو میرے 'ذکر' (درسِ نصیحت) سے منہ موڑے گا اس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔''

نیز فرمایا:

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ. (السجدة 22:32)

''اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا، جسے اس کے رب کی آیات کے ذریعہ نصیحت کی جائے اور پھر وہ ان سے منہ پھیرے۔ایسے مجرموں سے ہم انتقام لے کر رہیں گے۔''

تارکِ نماز

46) ہم تارک نماز کے کفر کا عقیدہ رکھتے ہیں، اگرچہ وہ دیگر فرائض کی بجا آوری کرتا ہو، کیونکہ اس باب میں صریح آثار اور دلایل منقول ہیں۔

47) ہم اس شخص کو بدعتی یا گنہگار قرار نہیں دیتے، جو تارک نماز کے کفر کا قایل نہیں، الا کہ وہ اس بنا پر اسے کفر نہ سمجھے کہ نماز عمل ہے اور اس کے نزدیک عمل کو کلیتہً ترک کرنے والا کافر نہیں ہے!

مرتکبِ شرک

48) ہم اس شخص کے کفر کا بھی اعتقاد رکھتے ہیں، جو فوت شدہ ہستیوں اور قبروں کی طرف دعا، سوال اور استغاثہ کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے، کیونکہ دعا عبادت ہے، جسے اللہ ذوالجلال کے سوا کسی اور کے لیے بجالانا جایز نہیں ہے۔ یہی حال اس شخص کا ہے، جو کسی بھی قسم کی عبادت کو مخلوق کی طرف پھیرتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ ارشاد فرماتا ہے:

حَتّٰٓی اِذَا جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوۡنَهُمۡ قَالُوۡۤا اَیۡنَ مَا کُنۡتُمۡ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ قَالُوۡا ضَلُّوۡا عَنَّا وَ شَهِدُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ اَنَّهُمۡ کَانُوۡا کٰفِرِیۡنَ.

(الاعراف 37:7)

”یہاں تک کہ وہ گھڑی آ جائے گی، جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی روحیں قبض کرنے کے لیے پہنچیں گے۔ اس وقت وہ ان سے پوچھیں گے کہ بتاؤ، اب کہاں ہیں تمہارے وہ معبود جن کو تم اللہ کے بجائے پکارتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ سب ہم سے گم ہو گئے اور وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ ہم واقعی کافر (منکرِ حق) تھے۔“

نیز فرمایا:

قُلۡ اَرَءَیۡتَکُمۡ اِنۡ اَتٰىکُمۡ عَذَابُ اللّٰهِ اَوۡ اَتَتۡکُمُ السَّاعَةُ اَغَیۡرَ اللّٰهِ

”ان سے کہو، ذرا غور کر کے بتاؤ، اگر کبھی تم پر اللہ کی طرف سے کوئی بڑی مصیبت آ جاتی ہے یا

تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ . بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَ تَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ. (الانعام 6:42-41)

آخری گھڑی آ پہنچتی ہے تو کیا اس وقت تم اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہو؟ بولو اگر تم سچے ہو۔ اس وقت تم اللہ ہی کو پکارتے ہو، پھر اگر وہ چاہتا ہے تو اس مصیبت کو تم پر ٹال دیتا ہے۔ ایسے موقعوں پر تم اپنے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو بھول جاتے ہو۔"

نیز پروردگارِ عالم نے فرمایا:

قُلْ اِنِّیْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ. (الانعام 6:56)

"اے پیغمبر! ان سے کہو کہ تم لوگ اللہ کے سوا جن دوسروں کو پکارتے ہو ان کی بندگی کرنے سے مجھے منع کیا گیا ہے۔ کہو میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کروں گا۔ اگر میں نے ایسا کیا، تو گمراہ ہوگیا راہ راست پانے والوں میں سے نہ رہا۔"

نیز ارشادِ ربانی ہے:

وَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَ لَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ. (الاعراف 7:197)

"تم جنہیں اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو، وہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ خود اپنی مدد کرنے کے قابل ہیں۔"

موالات

(49) ہمارا عقیدہ ہے کہ کافروں سے 'موالات' یعنی دوستی کی دو قسمیں ہیں:

ایک 'موالات کبریٰ' جو انسان کو ملتِ اسلامیہ سے خارج کر دیتی ہے اور دوسری 'موالات صغریٰ' یا 'موالات دون موالات' یعنی کم تر درجے کی موالات، جو انسان کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتی۔

یہ امر بھی موالات کبریٰ میں شامل ہے کہ مسلمانوں کے خلاف اہل شرک وکفر کی مدد ونصرت کی جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ.

(المائدہ 54:5)

"اور اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بنا تا ہے، تو اس کا شمار بھی انہی میں سے ہے۔"

نیز فرمایا:

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِيْنَ أَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ.

(آل عمران 28:3)

"مومنین اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق اور دوست ہرگز نہ بنائیں جو ایسا کرے گا اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔"

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا.

(الکہف 102:18)

"تو کیا یہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے، یہ خیال رکھتے ہیں کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز بنالیں؟ ہم نے ایسے کافروں کی ضیافت کے لیے جہنم تیار کررکھی ہے۔"

سیکولرازم

50) ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ سیکولرازم، جو مختلف نعروں، ناموں اور متنوع گروہوں کی صورت میں اطراف واکناف عالم میں رائج ہے، امت مسلمہ اور اس کی ثقافت میں ایک فاسد اور اجنبی نظریہ ہے۔ یہ کھلا کفر اور دائرہ دین سے صریحاً نکلنے کے مترادف ہے۔ 'علمانیہ' یا سیکولرازم دین کو سیاست اور معاملات زندگی سے جدا کرتا ہے اور یہ تصور پیش کرتا ہے کہ دین کا امور آئین وقانون اور انسانی حوائج وضروریات سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے مطابق جو اللہ کا ہے، یعنی مساجد ومعابد، وہ اللہ کو دینا چاہیے اور جو قیصر کا ہے، یعنی جملہ متعلقاتِ زندگی اور معاملاتِ حیات، وہ قیصر کے سپرد کرنا چاہیے۔ مزید برآں حصہ الٰہی تو قیصر کو دیا جاسکتا ہے، لیکن قیصر کا حصہ اللہ کو نہیں مل سکتا اور نہ ہی اللہ کو یہ

حق یا خصوصیت حاصل ہے کہ وہ اس میں کسی نوع کی دخل اندازی کر سکے۔ جو شخص سیکولرازم پر اعتقاد رکھتا، اس کی طرف دعوت دیتا، اس کی نصرت واعانت کرتا، اس کی خاطر برسر پیکار ہوتا یا اس کے مطابق فیصلے کرتا ہے، وہ کافر ومشرک ہے خواہ مسلمانوں کے سے نام رکھے اور اپنے آپ کو اہل اسلام میں شمار کرتا پھرے۔ رب کریم فرماتا ہے:

وَ یَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا- اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا (النساء 4:151)

"اور کہتے ہیں کہ ہم کسی کو مانیں گے اور کسی کو نہ مانیں گے اور کفر وایمان کے بیچ میں ایک راہ نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وہ سب پکے کافر ہیں اور ایسے کافروں کے لیے ہم نے وہ سزا مہیا کر رکھی ہے، جو انہیں ذلیل وخوار کر دینے والی ہوگی۔"

نیز فرمایا:

فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا یَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَ مَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ یَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ. (الانعام 6:136)

"اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے لیے ہے، بہ زعم خود، اور یہ ہمارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کے لیے۔ پھر جو حصہ ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کے لیے ہو وہ تو اللہ کو نہیں پہنچتا مگر جو اللہ کے لیے ہو وہ ان شریکوں کو پہنچ جاتا ہے۔ کیسے برے فیصلے کرتے ہیں یہ لوگ۔"

پس سیکولرازم اور اللہ عزوجل کا دین نہ باہم مل سکتے ہیں، نہ مل جل کر رہ سکتے ہیں اور نہ ہی مومن کے دل میں جمع ہو سکتے ہیں۔

جمہوریت

51) جمہوریت بھی عصر حاضر کا ایک فتنہ ہے۔ یہ مخلوق کی الوہیت وحاکیت کی بنیاد رکھتی اور فیصلہ، قانون سازی اور تشریع کی خاصیت اللہ تعالیٰ کے بہ جائے مخلوق کے سپرد کرتی ہے، نیز مخلوق کے ارادے اور فیصلے کو اللہ عزوجل کے فیصلے اور ارادے پر فوقیت دیتی

ہے۔ یہ صریح اور واضح کفر اور دین سے خروج ہے، پس جو شخص مذکورہ مفہوم میں یا مغرب میں رائج جمہوریت پر اعتقاد رکھتا یا اس کی دعوت دیتا، یا اس کے مطابق فیصلہ کرتا یا اسے پسندیدہ سمجھتا ہے، تو وہ کافر و مرتد ہے خواہ وہ اپنی زبان سے یہ جھوٹا دعویٰ کرتا رہے کہ وہ مسلمانوں میں شامل ہے۔

کافر حکمران

52) ہم اس حکمران کے کفر کا عقیدہ رکھتے ہیں جو شریعت الٰہی کو کفریہ قوانین و دساتیر سے بدل ڈالتا ہے۔ یہی حال اس حاکم کا ہے جو خاصیت تشریع و قانون سازی میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر ٹھہراتا اور اللہ عز و جل کی شرع کے بالمقابل شریعت سازی کرتا ہے۔ جو حکمران شریعت الٰہیہ سے انحراف کرتے ہوئے اپنے معاملات و مقدمات قوانین طاغوت کے سامنے پیش کرتا ہے اور ان طاغوتی قوانین کو شرع الٰہی پر مقدم ٹھیراتا ہے، وہ بھی کافر ہے۔

53) ہم اس حکمران کے کفر کا بھی اعتقاد رکھتے ہیں، جو کفر و شرک کی بنیاد پر فیصلے کرتا ہے۔ اسی طرح وہ حکمران جو قوانین و دساتیر کفر کی حفاظت کرتا اور ان کی خاطر میدانِ جنگ میں اترتا ہے، اور وہ حکمران جو حکم الٰہی کو تکبر، جحود، عناد، ناپسندیدگی یا استحلال کی بنا پر رد کر دیتا ہے، اور وہ حکمران جو شریعت اسلامیہ کے تحت کسی طور ہی فیصلے نہیں کرتا، اور وہ حکمران جو شریعت الٰہی کے خلاف برسرِ پیکار ہوتا ہے اور ان لوگوں سے جنگ کرتا ہے جو اللہ کی اتاری ہوئی شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کی دعوت دیتے ہیں، محض اس بنا پر کہ وہ اللہ کے نازل کردہ قوانین کے موافق فیصلہ کرنے کی طرف بلاتے ہیں، اور وہ حکمران جو امت مسلمہ کے خلاف دشمنانِ ملت سے محبت و دوستی رکھتا ہے اور احکامات الٰہیہ کے نفاذ سے زیادہ ان کے احکامات اور منصوبوں کو امت میں نافذ کرنے کی خواہش رکھتا ہے، تو یہ تمام حکمران کافر ہیں۔ جو حاکم بھی اوپر بیان شدہ خصایل میں سے کسی خصلت کو یقینی طور پر اپناتا ہے، وہ کافر اور مرتد ہے۔ اس کی اطاعت و فرمانبرداری جایز ہے، نہ ہی مسلمانوں

اور ان کے خطوں پر اُسے بالادستی و اقتدار کا حق حاصل ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ قدرت و استطاعت موجود ہو تو اسے برطرف کرنا اور اس کے خلاف خروج و بغاوت کرنا واجب ہے۔

54) اوپر جن حکمرانوں کا تذکرہ ہوا ہے ان تمام کے کفر کی دلیل اللہ عزوجل کا یہ ارشاد ہے:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ.

(المائدہ 44:5)

"اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔"

نیز ارشاد ربانی ہے:

وَّ لَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا.

(الکہف 26:18)

"اور وہ اپنے حکم (قانون) میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔"

نیز فرمایا:

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ.

(الشوریٰ 21:42)

"کیا یہ لوگ کچھ ایسے اللہ کے شریک رکھتے ہیں جنہوں نے ان کے لیے ایسا دین (طریق زندگی) مقرر ٹھیرایا جس کا اللہ نے اذن نہیں دیا۔"

نیز فرمایا:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا. (النساء 60:4)

"اے نبی! تم نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور ان کتابوں پر جو تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں، مگر چاہتے ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کے لیے طاغوت کی طرف رجوع کریں، حالانکہ انہیں طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ شیطان انہیں بھٹکا کر

راہِ راست سے بہت دور لے جانا چاہتا ہے۔"

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ (النساء 4:65)

"اے محمد ﷺ! تیرے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں، بلکہ سر بسر تسلیم کرلیں۔"

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ۔ (المائدہ 5:50)

"تو کیا پھر جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ جو لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں ہے۔"

نیز فرمایا:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ (التوبہ 9:31)

"انہوں نے اپنے علما اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا ہے اور اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی۔ حالانکہ ان کو ایک معبود کے سوا کسی کی بندگی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ وہ جس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں، پاک ہے وہ ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔"

نیز فرمایا:

وَ اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ

"شیطان اپنے ساتھیوں کے دلوں میں

لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ. (الانعام 121:6)

شکوک واعتراضات القاء کرتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں۔ لیکن اگر تم نے ان کی اطاعت قبول کر لی تو یقیناً تم مشرک ہو۔"

نیز رب کریم نے فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَى لَهُمْ. ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ. (محمد 26:47)

"جن لوگوں پر ہدایت واضح ہو چکی پھر اس کے بعد وہ الٹے پاؤں پھر گئے۔ شیطان نے ان کی کرتوتوں کو خوشنما کر کے انہیں دیکھایا اور انہیں آرزو دلائی۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ کے نازل کردہ دین کو ناپسند کرنے والوں سے کہہ دیا کہ بعض معاملات میں ہم تمہاری مانیں گے، اللہ ان کی یہ خفیہ باتیں خوب جانتا ہے۔"

نیز فرمایا:

ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ. (محمد 9:47)

"کیونکہ انہوں نے اس چیز کو ناپسند کیا، جسے اللہ نے نازل کیا ہے۔ لہٰذا اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیے۔"

نیز پروردگار عالم کا ارشاد ہے:

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَلِكَ وَمَا أُولَئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ.

(النور 47:24)

"یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ اور رسول ﷺ پر اور ہم نے اطاعت قبول کی، مگر اس کے بعد ان میں سے ایک گروہ (اطاعت سے) منہ موڑ جاتا ہے۔ ایسے لوگ ہرگز مومن نہیں ہیں۔"

یہ تمام آیات مقدم الذکر طواغیت الحکم یعنی طاغوتی حکمرانوں کے کفر پر صحیح طور پر دلیل

بننے کے لایق ہیں۔

چناں چہ یہ مسئلہ ایک ہی آیت میں محصور نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگ ایسا باور کراتے ہیں، کہ آیت کریمہ ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ ہی اس مسئلہ سے متعلق ہے۔اس سے ان کا مقصود یہ ہے کہ مذکورہ آیت کی تفسیر، مفاہیم ومطالب اور شانِ نزول میں معرکہ بحث وجدل بپا کر سکیں، گویا مسئلہ زیر بحث پر کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ سے کوئی دلیل ہی موجود نہیں سوائے اس ایک آیتِ مبارکہ کے!!

55) ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو حکمران اللہ عزوجل کے نازل کردہ قوانین کے مطابق فیصلے نہیں کرتے، ان میں سے بعض کا کفر، کمتر درجے کا یعنی 'کفر دون کفر' بھی ہو سکتا ہے۔ تاہم سطورِ بالا میں جن حکمرانوں کا تذکرہ گزرا ہے، ان کا کفر، 'کفر دون کفر' یا 'کفرِ اصغر' نہیں، بلکہ کفرِ اکبر ہی ہے۔

اقسام کفر

56) کفر کی ایک قسم کفرِ اکبر ہے، جس کا مرتکب ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کی دوسری قسم کفرِ اصغر ہے، جو انسان کو دایرہ اسلام سے خارج نہیں کرتا۔شرک، ظلم، فسق اور نفاق کی بھی یہی صورتحال ہے یعنی ان میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں۔

کفر وشرک میں باہمی نسبت

57) ہر کفر، شرک ہے اور ہر شرک، کفر ہے۔ ہر کافر، مشرک اور ہر مشرک، کافر ہے۔ جب شرک کا مطلقاً ذکر کیا جائے، تو یہ لازماً کفر کو شامل ہوتا ہے۔اسی طرح جب علی الاطلاق کفر کا تذکرہ ہو تو لازمی طور پر شرک بھی اس میں داخل ہوتا ہے۔البتہ جب یہ کسی ایک ہی تعبیر یا نص میں اکٹھے استعمال ہوں، مثلاً یوں کہا جائے، کہ یہ کفر وشرک ہے یا فلاں کافر ومشرک ہے، تو اس صورت میں حکم اور وعید کے اعتبار سے تو یہ مجتمع ہوں گے، لیکن اپنے لغوی مفہوم کی بنا پر دونوں مختلف ہوں گے۔

اسی طرح ہم یہ کہتے ہیں کہ ہر کفر وشرک، ظلم وفسق ہے، لیکن ہر ظلم وفسق کو کفر وشرک نہیں کہا جا سکتا۔ ایسے ہی ہر کافر ومشرک ظالم وفاسق ہے، مگر ہر ظالم وفاسق، کافر ومشرک نہیں ہے۔

58) کفر اکبر کی دو قسمیں ہیں:

① کفر مجرد

② کفر مغلظ ومرکب، یہ وہ کفر ہے جس کے ساتھ جنگ وقتال، طعن، استہزا، قتل، دھوکا و فریب، سازش اور غداری وغیرہ بھی شامل ہو۔

ان دونوں کے اپنے اپنے خاص احکام ہیں۔ جس طرح ایمان بعض مخصوص اعمال کی بنا پر کم ہوتا ہے، اسی طرح کفر بھی مخصوص ومعین افعال کی بنا پر بڑھ جاتا ہے۔

رب ذوالجلال فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّن تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ (آل عمران 3:90)

"مگر جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا، پھر اپنے کفر میں بڑھتے چلے گئے ان کی توبہ بھی قبول نہ ہوگی۔ ایسے لوگ تو پکے گمراہ ہیں۔"

نیز فرمایا:

الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا. (النساء 4:37)

"بلاشبہ وہ لوگ جو ایمان لائے، پھر کفر کیا، پھر ایمان لائے، پھر کفر کیا، پھر اپنے کفر میں بڑھتے چلے گئے، تو اللہ ہرگز ان کو معاف نہ کرے گا اور نہ کبھی ان کو راہِ راست دکھائے گا۔"

ارتداد

59) جہاں تک ارتداد کا تعلق ہے، تو اس میں یہ تقسیم نہیں ہے کہ ایک ارتداد کم تر درجے کا یعنی ارتدادِ اصغر ہے اور دوسرا ارتدادِ اکبر ہے، بلکہ ارتداد یا تو مجرد ہوگا یا مغلظ، اور دونوں کی بنا پر انسان دایرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ ارتداد مجرد میں سنت یہ ہے کہ مرتد سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اگر وہ توبہ کرے تو بہتر، ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ جبکہ ارتداد مغلظ کے مرتکب سے توبہ کا تقاضا کیے بغیر ہی اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا، تاہم وہ قابو آنے سے پہلے ہی توبہ کر لے، تو یہ اس کے حق میں مفید ہے۔

مرتکب کبایر

60) ہمارا عقیدہ ہے کہ اہل توحید اور نمازی لوگوں میں سے جو افراد کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہوں، ان کا معاملہ، خواہ ان کے گناہ کتنے ہی زیادہ ہوں، مشیت الٰہی کے سپرد کیا جائے گا۔ اللہ چاہے تو انہیں عذاب دے، چاہے تو ان سے درگزر فرمائے۔

ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ توحید ان کے لیے سود مند اور باعثِ نجات ہوگی، نیز انبیا و صدیقین اور شہدا میں سے جو لوگ ان کی سفارش کریں گے، اس کا بھی بہ اذنِ الٰہی انہیں فایدہ ہوگا۔

61) ہمارا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کفر اور شرک کو معاف نہیں کرے گا۔ ان کے علاوہ جو گناہ چاہے گا، معاف فرمادے گا، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى إِثْمًا عَظِيْمًا (النساء 4:48)

''اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا، اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں، وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔ اللہ کے ساتھ جس نے کسی اور کو شریک ٹھیرایا، اس نے تو بہت ہی بڑا جھوٹ اور بڑے سخت گناہ کی بات کی۔''

توبہ

62) ہم اس امر کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ سچی توبہ سابقہ گناہوں اور معاصی کا خاتمہ کرتی اور انہیں مٹا دیتی ہے، خواہ شرک و کفر ہی کیوں نہ ہو۔ نیز یہ کہ توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوتا، تا آنکہ

نزع کی کیفیت طاری ہو جائے اور موت کا مشاہدہ ہو جائے۔ پاک پروردگار فرماتا ہے:

وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَ لَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَ هُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا. (النساء 4:18)

''مگر توبہ ان لوگوں کے لیے نہیں ہے جو برے کام کیے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے اس وقت کہتا ہے کہ اب میں نے توبہ کی اور اس طرح توبہ ان لوگوں کے لیے بھی نہیں ہے جو مرتے دم تک کافر ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے تو ہم نے دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔''

مصلحت اور فتنہ

63) ہمارا عقیدہ ہے کہ توحید سب سے عظیم مصلحت ہے، جس کے حصول کی راہ میں دیگر تمام مقاصد و مصالح ہیچ ہیں اور شرک ظلم عظیم ہے، جس سے بڑھ کر کوئی ظلم نہیں ہے اور یہ سب سے بڑا فتنہ ہے، اس سے بڑھ کر کوئی اور فتنہ نہیں۔ اس کے استیصال و خاتمے کے راستے میں تمام فتنے اور مفاسد ہلکے ہیں، جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ. ''حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''

(لقمان 31:13)

نیز فرمایا:

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ (البقرہ 2:191)

''فتنہ (شرک) قتل سے بھی زیادہ سخت ہے۔''

اور فرمایا:

وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ. (الانفال:39)

''اور ان کافروں سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورا کا پورا اللہ کے لیے ہو جائے۔''

پس حقیقی فتنہ شرک قبول کرنے، اس پر راضی ہونے اور اس پر خاموش رہنے میں ہے، اس کے خلاف جہاد کرنے، اس کے استیصال اور اس کے مٹانے میں کوئی فتنہ نہیں ہے، جیسا کہ بعض لوگ باور کراتے ہیں۔

شرک

64) شرک توحید کی ضد ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ تم اللہ کی الوہیت و ربوبیت یا اس کے خصائص و صفات میں سے کسی شے میں کسی کو اس کا ہمسر ٹھہرا لو، حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا کیا اور تم پر اپنی نعمتوں کے ساتھ فضل فرمایا، جن کا کوئی حد و شمار نہیں ہے۔

توحید اور ارکانِ توحید

65) توحید یہ ہے کہ عبادت میں اللہ عزوجل کو تنہا و یکتا قرار دیا جائے۔ توحید کے دو رکن ہیں، جن کے بغیر توحید قابلِ قبول ہے، نہ ہی درست۔

پہلا رکن یہ ہے کہ طاغوت کا انکار کیا جائے، نیز طاغوت، اس کی عبادت اور اُس کے پجاریوں سے براءت اور بے زاری کا اظہار کیا جائے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ذی شان ہے:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْ إِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ إِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ أَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ

(الممتحنہ 4:60)

"تم لوگوں کے لیے ابراہیم علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بے زار ہیں۔ ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت ہوگئی اور بیر پڑ گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ۔"

طاغوت اور اس کا انکار

66) طاغوت سے مراد ہر وہ شے ہے، جس کی اللہ کے سوا کسی بھی نوع کی عبادت کی جائے

اور وہ اس پر راضی ہو۔ پس شیطان طاغوت ہے اور جس خواہش کی پیروی کی جائے وہ بھی طاغوت ہے۔ اسی طرح جادوگر، کاہن، اٹکل سے غیب کی خبریں بتانے والا، اللہ کی نازل کردہ شریعت کے سوا کسی اور قانون کی بنیاد پر فیصلے کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ یا اسے چھوڑ کر قانون سازی کرنے والا بھی طاغوت ہے۔ اللہ رب العزت کی شریعت کے مخالف دساتیر وقوانین بھی طاغوت ہیں اور پروردگار عالم کے علاوہ جس کی طرف فیصلہ کرانے کے لیے رجوع کیا جائے، وہ بھی طاغوت ہے۔ جسے اللہ کے سوا بہ ذاتہ قابل اطاعت یا لائق محبت سمجھا جائے، وہ بھی طاغوت ہے۔

طاغوت کی تعریف میں رضا مندی کی شرط اس لیے لگائی گئی ہے کہ ان انبیاء علیہم السلام اور صالحین کو طاغوت کے حکم و مسمّی سے خارج کیا جاسکے، جن کی اللہ کے سوا عبادت تو کی جاتی ہے، لیکن وہ اسے ناپسند کرتے، اس سے نفرت رکھتے اور اس سے ڈرایا کرتے تھے۔

67) توحید کا دوسرا اہم رکن یہ ہے کہ عبادت میں اللہ عزوجل کو یکتا مانا جائے اور اس امر کا اثبات کیا جائے کہ صرف اکیلا اللہ ہی معبود برحق اور اس لائق ہے کہ اس کی پناہ میں آیا جائے۔ شہادتِ 'لا الہ الا اللّٰہ' کے بھی یہی معنی ہیں، یہ کلمہ نفی اور اثبات ہر دو ارکان کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے۔ رب کریم کے درج ذیل فرمان سے بھی یہی مراد ہے:

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ.
(البقرہ 256:2)

''اب جو کوئی طاغوت کا انکار کرکے اللہ پر ایمان لے آیا، اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا، جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں، اور اللہ (جس کا سہارا اس نے لیا ہے) سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔''

اس آیت مبارکہ میں 'العروۃ الوثقی' یعنی مضبوط سہارے سے مراد 'لا الٰہ الا اللّٰہ' ہے۔

68) جو شخص عبادت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ تو ہوا لیکن اس نے طاغوت کا انکار کیا اور نہ ہی اس کی عبادت اور اس کے پجاریوں کی نفی کی، تو اس کی توحید ناقص ہے۔ یہ

توحید مقبول ہوگی، نہ ہی وہ موحد کہلانے کا مستحق ہوگا۔ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے، جو کوئی کام کرتا ہے اور ساتھ ہی اس کے منافی امر کا بھی مرتکب ہوتا ہے۔

69) اگر پوچھا جائے کہ طاغوت کا انکار کس طرح ممکن ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح ایمان باللہ کا اعتقاد، قول اور عمل پر مبنی ہونا ضروری ہے، اسی طرح طاغوت کا انکار بھی عقیدہ اور قول وعمل سے کرنا لازم ہے، ان میں سے ایک شے دوسری کی جگہ کفایت نہ کرے گی۔

70) پس جو شخص دل میں طاغوت کے کفر وبغض کا اعتقاد رکھتا ہے، لیکن پھر زبان سے اس کے حق میں دعا کرتا، اس سے دوستی کی دعوت دیتا، اس کے باطل افکار ونظریات کو مزین کر کے پیش کرتا، اس کے کفر وشرک اور سرکشی پر خاموش رہتا اور اس کا دفاع کرتا ہے، تو اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے طاغوت کا انکار کیا ہے۔

71) اسی طرح جو شخص اعتقاد اور قول کے ذریعے تو طاغوت سے کفر کرتا ہے، لیکن عمل سے اس کے ساتھ دوستی کا اظہار کرتا، اس کی خاطر قتال کرتا، اور اس سے مل کر ہر اس شخص سے برسرِ پیکار ہوتا ہے، جو طاغوت سے دشمنی رکھتا ہے، اس نے بھی طاغوت کا انکار نہیں کیا، اگر چہ زبان سے ہزار مرتبہ یہ دعویٰ کرے کہ وہ طاغوت کا انکاری ہے۔ وہ طاغوت کا انکار کرنے والا اسی صورت میں ہوگا، جیسا کہ پہلے بیان ہوا، جب اعتقاد، قول اور عمل سے بہ یک وقت اس کی نفی کرے۔

انکارِ طاغوت کی عدمِ قدرت

72) یہاں اس امر کی رعایت رکھنا بھی ضروری ہے کہ بعض حالات میں، مثلاً مجبوری (اکراہ)، خوف اور تقیہ وغیرہ کی بنا پر، انسان طاغوت کے انکار سے عاجز بھی ہو سکتا ہے۔

ہم نصوصِ شریعت اور ایمہ علم کے اقوال پر عمل کرتے ہوئے، ایسے جہل کو عذر مانتے ہیں جو انسان کو عاجز کر دے اور اس کا دور کرنا ممکن نہ ہو۔ اسی طرح معتبر تاویل بھی ہمارے نزدیک

قابلِ عذر ہے۔

تکفیر؛ افراط وتفریط کا اصل سبب

73) ہمارا اعتقاد ہے کہ تکفیر کے باب میں ہر قسم کے غلو اور انتہا پسندی کی ابتدا کا اصل سبب یہ ہے کہ جہالت ولاعلمی کو بالکل عذر نہ مانا جائے۔ اسی طرح اہل ارجاء اور اصحاب تفریط کی اصل بنیاد اور ان کے شبہات میں گرفتار ہونے کی حقیقی وجہ یہ ہے کہ بغیر کسی تفصیل اور ضوابط کے جہالت کو علی الاطلاق عذر قرار دیا جائے۔

74) عجز کی موجودگی یا قدرت کے زایل ہونے کی صورت میں ہم اصول وفروع کے مابین جہل یا لاعلمی میں کوئی فرق نہیں کرتے، کہ فروع میں تو جہالت کو عذر مانا جائے لیکن اصول میں لاعلمی کو عذر تسلیم نہ کیا جائے۔ ہم اس تفریق کے قایل نہیں ہیں، کیونکہ یہ ایک نو ایجاد شدہ اور اجنبی نظریہ ہے، نیز یہ اس تصور کے برخلاف ہے، جس پر نصوص شریعت دلالت کناں ہیں۔

75) جن ارباب علم نے ان دونوں میں تفریق کی ہے، اسے اس امر پر محمول کیا جائے کہ انہوں نے کسی معاشرے میں علم عقاید کی شہرت واستفاضہ کو قابل اعتبار قرار دیا ہے۔ یعنی امور عقیدہ اتنے مشہور ہیں کہ عجز زایل ہو جاتا ہے اور جو بھی ان اصول کی طلب و معرفت میں صادق ہو وہ یقینی طور پر انہیں معلوم کر سکتا ہے۔ لیکن تمام علاقوں کے لوگوں کے لیے اسے عمومی اصول کی حیثیت نہیں دی جا سکتی اور نہ ہی ہر دور اور ہر خطے میں اسے عام ضابطہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

76) ہم کفر عام اور کفر معین میں فرق کرتے ہیں۔ ہم کسی معین فرد کے کفر کے قایل نہیں، مگر یہ کہ اس میں تکفیر کی شرایط پوری ہوں اور موانع تکفیر زایل ہوں۔

77) ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ مسلم معاشروں کے افراد میں اصل اسلام ہے۔ وہ مسلمان ہیں، جب تک کہ ان سے اس کے برعکس اور منافی کوئی امر ظاہر نہ ہو۔

تکفیر معین

78) ہم ان میں سے کسی کو معین کر کے کافر نہیں کہتے، مگر یہ کہ اس سے کھلا اور واضح وصریح کفر صادر ہو، جس کے کفر ہونے کی ہمارے پاس کتاب وسنت سے دلیل موجود ہو، کیونکہ صریح اسلام کو محض صریح کفر ہی ختم کر سکتا ہے۔

نماز کی اقتدا

79) ہم ہر نیک وصالح اور فاجر وگنہگار کے پیچھے نماز درست سمجھتے ہیں۔ اسی طرح ایسے امام کی اقتدا میں بھی نماز صحیح ہے، جو مستور الحال ہو، یعنی جس کا حال مخفی اور نامعلوم ہو، جب تک ہم اسے کفرِ بواح کا مرتکب نہ پائیں۔ اس کے پیچھے نماز ادا کرنے کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ اس کے عقیدہ یا اعمال کی معرفت حاصل کرنے کی خاطر بہت زیادہ غور وفکر یا تحقیق وجستجو کی جائے۔

یہ خواہش پرستوں اور اہلِ تکلف کا شیوہ ہے، نیز یہ اس طرزِ عمل کے بھی برخلاف ہے سنت جس پر دلالت کرتی اور علمائے امت کا اُس پر اجماع ہے۔

اتمامِ حجت

80) ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل قیامت کے روز کسی کو عذاب نہ دے گا، الا یہ کہ پیغمبروں کے متنبہ کرنے سے اس پر حجت قایم ہو چکی ہو اور اس نے اعراض وعدمِ توجہ اور بے التفاتی کا مظاہرہ کیا ہو۔ ارشاد ربانی ہے:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا. (الإسراء 15:17)

"اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کہ (لوگوں کو حق وباطل کا فرق سمجھانے کے لیے) ایک پیغمبر نہ بھیج دیں۔"

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَ

"یہ سارے رسول خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے تاکہ ان کو

كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا. (النساء 165:4)

مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلے میں کوئی حجت نہ رہے اور اللہ بہر حال غالب رہنے والا اور حکیم و دانا ہے۔"

نیز فرمایا:

تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيْرٌ. (الملك 8:67)

"(جہنم) شدت غضب سے پھٹی جاتی ہوگی۔ ہر بار جب کوئی انبوہ اُس میں ڈالا جائے گا، اس کے کارندے ان لوگوں سے پوچھیں گے" کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟"۔

81) اسی طرح دنیوی زندگی میں اپنے بندوں کے بارے میں اللہ کی سنت یہ ہے کہ وہ انہیں عام عذاب سے ہلاک نہیں کرتا، مگر اس کے بعد کہ ان تک رسولوں کی تنبیہ و انذار پہنچ جائے اور پھر وہ اس کے مقابلے میں جحود و اعراض کا رویہ اختیار کریں۔ فرمانِ الٰہی ہے:

وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْ لَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَّذِلَّ وَ نَخْزٰى. (طٰهٰ 134:20)

"اگر ہم اس کے آنے سے پہلے ان کو کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو پھر یہی لوگ کہتے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے ہی ہم تیری آیات کی پیروی اختیار کر لیتے۔"

نیز فرمایا:

وَ تِلْكَ الْقُرٰى أَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَ جَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا. (الكهف 59:18)

"یہ عذاب رسیدہ بستیاں تمہارے سامنے موجود ہیں۔ انہوں نے جب ظلم کیا تو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا اور ان میں سے ہر ایک کی ہلاکت کے لیے ہم نے وقت مقرر کر رکھا تھا۔"

جنتی اور دوزخی

82) ہم اہل قبلہ میں سے کسی معین شخص کے بارے میں جنت یا دوزخ کی گواہی دیتے ہیں نہ ہی معافی اور عذاب کی، مگر یہ کہ پہلے گزرے ہوئے لوگوں کے بارے میں کوئی نص شرعی موجود ہو۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ ''اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے۔''

(البقرہ 216:25)

83) اگر حسن خاتمہ ہو اور میّت سے متعلق ایسے قراین ظاہر ہوں، جو خیر و بھلائی کی بشارت دیں تو اس صورت میں، بہ طور امید نہ کہ بالجزم، یہ کہنا ممکن ہے کہ ہم اسے شہید سمجھتے ہیں، یا ہمیں امید ہے کہ یہ شہید اور جنتی ہے، لیکن ہم اللہ عزوجل کے سامنے اس کا تزکیہ بیان نہیں کرتے۔

84) جہاں تک اس کافر کا معاملہ ہے، جس کی موت حالتِ کفر میں ہوئی ہو، تو ہم معین کر کے اس سے متعلق عذاب اور جہنم میں ہمیشگی کی شہادت دیتے ہیں اور اسے اس کی خوشخبری سناتے ہیں، جیسا اس بارے میں احادیث و آثار وارد ہوئے ہیں۔ چنانچہ بہ سند صحیح ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حَيْثُمَا مَرَرْتَ بِقَبْرِ مُشْرِكٍ فَبَشِّرْهُ بِالنَّارِ۔ ''جب کسی مشرک کی قبر کے پاس سے تیرا گذر ہو تو اسے آگ کی بشارت دینا۔''

ان صحابی کا کہنا ہے کہ:

''رسول معظم ﷺ نے مجھ پر ایک مشقت آمیز کام کی ذمہ داری ڈالی۔ جب بھی کسی مشرک کی قبر کے پاس سے میرا گزر ہوا، تو میں نے اسے دوزخ کی خوشخبری سنائی۔''

(ابن ماجہ :1573)

سیدنا ابن عمرؓ کا قول ہے:

نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نُوجِبَ ''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس بات سے

لِأَحَدٍ مِّنْ أَهْلِ الدِّيْنِ النَّارَ.
(السنة لابن أبي عاصم: 807)

روکا ہے کہ ہم اہل دین میں سے کسی پر دوزخ کو واجب قرار دیں۔"

مذکورہ حدیث کا مفہوم مخالف اس امر کا متقاضی ہے کہ جو شخص اہل قبلہ و دین میں سے نہیں ہے، ہم اسے معین کر کے اس کے لیے جہنم کو لازم قرار دیں، کیونکہ اگر یہ جائز نہ ہوتا تو اہل دین پر دوزخ کا حکم لگانے کی نہی کی تخصیص کے کوئی معنی نہیں۔

85) کسی کافر کی زندگی میں اس پر یہ حکم لگانا جائز نہیں کہ وہ جہنمی ہے، کیونکہ یہ احتمال موجود ہے کہ وہ توبہ کر لے اور دایرہ اسلام میں داخل ہو جائے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ حکم کو اس کے خاتمے پر معلق کر دیا جائے، مثلاً یوں کہا جائے کہ اگر یہ اپنے کفر پر مرا تو پھر یہ دوزخی ہے۔

اسلام میں داخلے کا طریقہ

86) انسان، اسلام میں شہادت توحید کے ذریعے داخل ہوتا ہے۔ ارکان اسلام میں سے سوائے نماز کے کوئی شے اس شہادت سے کفایت نہیں کرتی۔ پس جسے نماز پڑھتے اور ہمارے قبلے کی طرف رخ کرتے دیکھا گیا، تو وہ مسلمان ہے، اس پر مسلمان ہونے کا حکم لگایا جائے گا، اگرچہ اس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے شہادت توحید کا زبان سے اقرار کیا ہے یا نہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَأَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا، فَذَاكَ الْمُسْلِمُ لَهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهِ.
(بخاري: 378)

"جس نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہماری طرح قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہمارے ذبیحہ کو کھایا، تو وہ مسلمان ہے، جس کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی پناہ ہے۔"

87) اگر انسان کا کفر شہادت توحید کے علاوہ کسی اور جہت سے ہے، تو پھر اس کے مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ شہادت توحید کا اقرار کرے اور اس سبب سے بھی توبہ اور اظہار براءت کرے، جو اس کے کفر اور دایرہ اسلام سے نکلنے کا باعث تھا۔

شہادتِ توحید کی شرایط

88) جس نے صراحت سے زبان کے ذریعے توحید کی شہادت دی، اس کی جان اور مال محفوظ ہوگئے۔ دنیا میں اس سے مسلمانوں جیسا ہی برتاؤ کیا جائے گا، جب تک وہ کسی ایسے معاملے کا اظہار نہ کرے جو اس کے اسلام کو باطل کردے یا اس کا خاتمہ کردے۔

• اسے بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہیں اور اس پر وہ ذمہ داریاں عاید ہوں گی، جو دوسروں پر ہیں۔ اگر اس نے شہادت توحید کی شرایط پوری کیں، تو یہ آخرت میں اس کے لیے نافع ہوگی۔

نُطق واقرار کے علاوہ اس کی شرایط یہ ہیں: علم، صدق، اخلاص، عدم شک، یقین، اس پر عمل پیرا ہونا، اس سے اور اس کے حاملین سے محبت رکھنا، اس پر راضی ہونا، اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا، اطاعت وانقیاد اور اس پر کاربند رہنا۔

89) جس نے ان شرطوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے 'لا الٰہ الا اللہ' کا اقرار کیا تو یہ کلمہ اسے روزِ قیامت فایدہ دے گا، خواہ اس کا عمل کیسا ہی ہو۔ ان احادیث کو بھی اسی پر محمول کرنا چاہیے جن میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ جس نے 'لا الٰہ الا اللہ' کہا وہ جنت میں داخل ہوگا خواہ اس کے دل میں رائی کے دانے یا ذرے کے برابر بھی ایمان ہو یا اس نے کبھی بھی نیک عمل نہ کیا ہو، مطلب یہ ہے کہ توحید سے زاید عمل نہ کیا ہو۔

ظاہر و باطن میں تعلق

90) ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ظاہر و باطن میں باہمی تعلق ربط و تلازم کا ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے پر اثر انداز بھی ہوتے ہیں اور متاثر بھی، اور ایک دوسرے پر دلیل بھی بنتے ہیں۔ پس جس کا ظاہر فاسد ہو، اس کے باطن میں بھی فساد ہوتا ہے اور جس کے باطن میں فساد ہو، اس کا ظاہر بھی لازماً فاسد ہوتا ہے۔ جو ظاہری طور پر کافر ہے، وہ باطن میں بھی کافر ہے اور جو باطن میں کافر ہے، وہ ظاہر میں بھی کافر ہے۔ منافق اپنے کفر کو کتنا

ہی چھپانے کی کوشش کرے، وہ متعدد قراین سے بے نقاب ہوجاتا ہے، بلکہ اپنے اندازِ گفتگو سے بھی پہچان لیا جاتا ہے، اللہ رب العزت لازماً اسے رسوا کرتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے:

أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ. (بخاری: 52، مسلم: 1599)	"خبردار! جسم میں ایک ٹکڑا ایسا ہے کہ جب وہ درست ہو تو سارا جسم درست رہتا ہے اور اگر اس میں خرابی آجائے، تو سارا جسم فساد کا شکار ہوجاتا ہے۔"

91) ہمارا عقیدہ ہے کہ کسی انسان کے دل میں ایمان کا کفر کے ساتھ اکٹھا رہنا ممکن نہیں ہے، جب اِن میں سے ایک موجود ہوگا، تو دوسرا لازماً زایل ہوجائے گا۔

92) یہ ہوسکتا ہے کہ ایک ہی دل میں ایمان اور فسق یا ایمان اور کفر اصغر یا شرک اصغر مجتمع ہوں۔

خوارج

93) ہم بارگاہ الٰہی میں خوارج اور موجودہ زمانے میں ان کے غالی تکفیری پیروکاروں کی انتہا پسندی اور گمراہیوں سے اظہار براءت کرتے ہیں۔ ہم ان سے اور ان کے غلو و ظلم سے متنبہ کرتے اور نصیحت کرتے ہیں کہ ان سے کنارہ کش رہا جائے اور ان کے ساتھ نشست و برخاست سے اجتناب کیا جائے۔ البتہ ایسے شخص کے ساتھ بیٹھنا درست ہے جس کے بارے میں محسوس ہو کہ وہ رشد و ہدایت کا خواہاں اور طلب حق کی آرزو رکھتا ہے۔ ایسی صورت میں کوئی طالب علم یا ایسا شخص اس سے مجلس کرسکتا ہے، جو اس پر قیام حجت کی استطاعت و اہلیت رکھتا ہو اور راہ راست کی طرف اس کی رہنمائی کرسکے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان کے جامد سروں پر ڈنڈے مسلط رکھنا ان سے مباحثہ و مکالمہ کی نسبت ان کے لیے زیادہ مفید ہے۔

جہمیہ و مرجیہ

94) اسی طرح وہ خبیث اہلِ تجہم اور اصحاب ارجاء، جو ظالم طاغوتوں کے راز دار اوران کے امن وسلامتی کے لیے بیدار، چوکنے اور محتاط، محافظ و جاسوس ہیں، یہ خوارج اور غلو پسند اہل تکفیر کے مقابل بالکل دوسری انتہا پر ہیں۔ ہم اللہ کے حضوران کے گمراہ اور فاسد مذہب سے لاتعلقی کا اعلان کرتے ہیں۔ ہم ان کے اخلاق وطرزِ عمل سے بھی بری ہیں اوران کی انتہا درجے کی ضلالت و گمراہی، ان کی تفریط وفساد اور دین الٰہی پر ان کی افترا پردازی سے لوگوں کو خبردار کرتے ہیں۔

ان کے بارے میں ہماری رائے یہ ہے کہ انہیں جوتے مارے جائیں، بازاروں میں گھمایا جائے اور ساتھ یہ اعلان کیا جائے کہ یہ ہے جزا اس شخص کی جو طاغوتوں کی حمایت کرتا اور توحید و اہل توحید کو بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔

مسلکِ اعتدال

95) ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حق غلو اور جفا کے مابین ایک معتدل طریق ہے۔ یہ تعطیل و تشبیہ، بے خوفی اور نا اُمیدی اور جبر و قدر کے مابین ہے، اس میں نہ افراط ہے نہ تفریط۔ اصول وفروع کے جمیع مسایل میں یہ دو انتہاؤں کے درمیان میانہ روی پر مبنی ہے۔

جہاد و قتال

96) ہمارا عقیدہ ہے کہ جہاد ہر نیک اور فاسق کے ساتھ جاری رہے گا، جب تک کہ اس کا فسق درجہ کفر تک نہ پہنچے۔ یہ ہر زمانے میں جاری رہے گا، خواہ امام کے ساتھ ہو یا اس کے بغیر، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک فرد یا چند افراد کے ساتھ یہ جہاد جاری رہے۔ اسے ظالموں کا جور و تشدد روک سکے گا، نہ ہی حوصلے پست کرنے والوں اور روکنے والوں کی دہشت انگیز افواہیں اس کی راہ میں رکاوٹ بن سکیں گی۔ جہاد قیامت قایم ہونے تک جاری رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ، ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ نَاوَأَهُمْ حَتَّى يُقَاتِلَ آخِرُهُمُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ وَفِي رِوَايَةٍ...... إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

(ابو داؤد:2486)

"میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر لڑتا رہے گا، وہ اپنے دشمنوں اور مخالفوں پر غالب رہے گا، یہاں تک کہ ان کا آخری فرد مسیح دجال سے قتال کرے گا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ قیامت تک ان کی یہی کیفیت رہے گی۔"

لغت کی رُو سے طایفہ کا اطلاق اکیلے شخص پر بھی ہوتا ہے اور اس سے زیادہ پر بھی۔

امت کی نشاۃ ثانیہ کا صحیح منہج

97) ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے راستے میں جہاد ہی وہ صحیح شرعی طریقہ ہے، جس کے ذریعے امت مسلمہ از سرِ نو اپنی اسلامی زندگی کا آغاز کرسکتی اور خلافت راشدہ کے قیام پر قادر ہوسکتی ہے۔

جہاد ہی وہ درست شرعی نقشۂ عمل ہے جو اُمت کو اس کو قابل بنا سکتا ہے کہ وہ اپنے غصب شدہ اور چھنے ہوئے حقوق واپس لے سکے، اور یہ کس قدر زیادہ ہیں! یہی وہ صحیح شرعی راستہ ہے، جس کے ذریعے حقوق وحرمات ظلم وزیادتی سے محفوظ رہ سکتے ہیں اور جہاد ہی وہ درست شرعی طریق کار ہے، جس کی بدولت امت مسلمہ اپنے مقام ومرتبے، شان وشوکت اور رعب وہیبت کو ان قوموں کے درمیان محفوظ رکھ سکتی ہے، جو صرف طاقتور کا احترام کرتی ہیں۔

دینِ اسلام کے اہداف ومقاصد کے حصول کے لیے یہی سب سے مختصر، سب سے زیادہ آسان اور سب سے کم مشقت والا راستہ ہے اگرچہ رات کے اندھے کو اس کے برخلاف ہی نظر آئے۔

98) جہاد کے علاوہ جتنے طریقے، لائحہ ہائے عمل اور مناہج تجویز کیے جاتے ہیں، ان میں سے بعض جایز ہیں اور بعض باطل۔ ان جایز طریقوں سے امت کی سطح پر عمومی مدد ونصرت ممکن نہیں اور نہ ہی اُن کے ذریعے دینِ اسلام کے اہداف ومقاصد کی سطح تک پہنچا

جا سکتا ہے۔ ان کے بارے میں زیادہ سے زیادہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ انہیں وہ چھوٹے ندی نالے اور چھوٹی نہریں سمجھا جائے، جو جہاد کے سمندر کو قوت و زندگی دے کر اس کی توسیع مزید کا باعث ہیں۔

حفاظتِ دین اور طایفہ منصورہ

99) ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ پروردگارِ عالم نے اس دین کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے۔ یہ امت ضلالت و گمراہی پر متفق نہیں ہوگی۔ اللہ عزوجل اس دین کے لیے ہمیشہ ایسے افراد پیدا کرتا رہے گا، جن سے وہ اس ملّت کی نصرت فرمائے گا اور ان کے ذریعے اپنے دین کی حفاظت کرے گا۔ انہی کے توسط سے وہ اپنے کلمے کو غالب کرے گا۔ وہ اپنے مخالفین پر ہمیشہ حاوی اور غالب رہیں گے، انہیں بے یار و مددگار چھوڑنے والا، انہیں کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ کوئی زمانہ ان سے خالی نہ رہے گا، تا آنکہ قیامت آ جائے گی اور یہی طایفہ غالب رہے گا۔

کشاکش حق و باطل

100) ہمارا عقیدہ ہے کہ حق و باطل میں تصادم اور کشمکش اس وقت سے جاری ہے، جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ابلیس عداوت، حسد اور تکبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ سے دشمنی پر اُتر آیا۔ اللہ عزوجل نے انہیں دشمنوں کی حیثیت سے زمین پر اُترنے کا حکم دیا۔ چنانچہ فرمایا:

وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ. (البقرہ 36:2)	”ہم نے حکم دیا کہ اب تم سب یہاں سے اتر جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ اور تمہیں ایک خاص مدت تک زمین میں ٹھہرنا اور وہیں زندگی بسر کرنا ہے۔“

یہ معرکہ اور کشمکش، جس میں ایک جانب حق اور اہل حق ہیں اور دوسری طرف باطل و اہل باطل، اس وقت تک جاری رہے گا، جب تک یہ دونوں گروہ باقی رہیں گے، یعنی قیامت قایم

ہونے تک۔ یہ معرکہ زندگی کے تحفظ و بقا کے لوازم و ضروریات میں شامل اور اللہ عزوجل کی مخلوق میں اس کی جاری شدہ سنتوں میں سے ایک سنت ہے اور اچھا انجام، خواہ کچھ عرصہ بعد ہو، اہل تقویٰ ہی کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ. (البقرہ 2:251)

''اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ کرتا تو زمین میں فساد پھیل جاتا۔ لیکن اللہ دنیا والوں پر بڑا فضل و کرم کرنے والا ہے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا. (الحج 22:40)

''اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے دفع نہ کرتا رہے، تو عبادت خانے اور گرجے اور (یہودیوں کے) معبد اور مسجدیں، جن میں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے، سب مسمار کر ڈالی جائیں۔''

نیز فرمایا:

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ. (الانبیاء 21:18)

''مگر ہم تو باطل پر حق کی چوٹ لگاتے ہیں، جو اس کا سر توڑ دیتی ہے اور وہ دیکھتے دیکھتے مٹ جاتا ہے۔''

نیز فرمایا:

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا. (الاسراء 17:81)

''اور اعلان کر دو کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، باطل تو ہے ہی مٹنے والا ہے۔''

پیغمبر، فرشتے اور کتابیں

(101 ہم اللہ عزوجل کے تمام نبیوں اور رسولوں پر اعتقاد و ایمان رکھتے ہیں اور ان میں کسی

قسم کی تفریق روا نہیں رکھتے۔ اسی طرح فرستادگانِ الٰہی پر نازل شدہ کتابوں اور اس کے فرشتوں پر بھی ہمارا ایمان ہے۔ فرشتے اللہ رب العزت کے بندے ہیں، وہ کبھی اس کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

102) ہم اس امر کی گواہی دیتے اور اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ جناب عیسیٰ d اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ آپ علیہ السلام اللہ کی بندی کے بیٹے اور کلمہ الٰہی ہیں، جسے اللہ نے مریم عذراء بتول علیہا السلام کی طرف بھیجا، نیز آپ علیہ السلام اللہ کی طرف سے ایک روح ہیں۔

قرآن مجید میں ہے:

وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ. (النساء4: 157)

''انہوں نے نہ اس کو قتل کیا ہے نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ معاملہ ان کے لیے مشتبہ کر دیا گیا''

ہمارا عقیدہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام زمین پر عادل حکمران بن کر نازل ہوں گے، صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو موقوف کر دیں گے۔ آپ علیہ السلام لوگوں سے اسلام کے سوا کوئی اور عقیدہ یا مذہب قبول نہ فرمائیں گے۔

قضا وقدر

103) ہم تقدیر کی اچھائی اور برائی پر ایمان رکھتے ہیں۔ جو مصیبت ہمیں پیش آ گئی، وہ ہم سے ٹلنے والی نہ تھی اور جو ٹل گئی، اُس کا پیش آنا مقدر نہ تھا۔ ہر شے خواہ کتنی ہی پوشیدہ اور مخفی و دقیق کیوں نہ ہو، تقدیر ہی کی بنا پر ہوتی ہے اور وقوع پذیر ہونے سے پہلے لکھی جا چکی ہے۔ ہمیں جو برائی پہنچتی ہے وہ ہمارے اپنے نفس اور تقدیر کی بنا پر پہنچتی ہے اور ہمیں جو بھلائی حاصل ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور تقدیر کی وجہ سے ہوتی ہے۔

موت اور اس کے متعلقات

104) ہم اس امر کا پختہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ موت برحق ہے۔

105) اور قبر کا عذاب اور اس کی نعمتیں برحق ہیں۔

106) موت کے بعد زندہ کر کے دوبارہ اٹھایا جانا اور حساب و کتاب بھی برحق ہے۔

میثاق و میزان

107) اللہ عزوجل نے سیدنا آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد سے جو میثاق لیا تھا، وہ بھی برحق ہے۔

108) وہ میزان بھی برحق ہے، جس سے اعمال تولے جائیں گے۔

حوضِ کوثر

109) ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض (کوثر) بھی برحق ہے۔

جنت اور دوزخ

110) جنت اور اس کی نعمتیں برحق ہیں۔

111) جہنم اور اس کا عذاب بھی برحق ہے۔ دوزخ نہ فنا ہوگی اور نہ اس کا خاتمہ ہوگا۔

112) شفاعت برحق ہے۔ یہ محض اسی کے لیے ہوگی، جس کے لیے اللہ اجازت دے گا اور اس سے راضی ہوگا۔

دیدارِ الٰہی، عرش اور کرسی

113) روزِ قیامت اہل ایمان کا اپنے پروردگار کا دیدار کرنا بھی برحق ہے۔

114) عرشِ الٰہی برحق ہے۔

115) اور عرش کے سامنے جو کرسی ہے، وہ بھی برحق ہے۔

116) اپنے عرش پر اللہ عزوجل کا علو بھی برحق ہے۔

قرآن شریف

117) قرآن کریم کا کلام الٰہی اور غیر مخلوق ہونا بھی برحق ہے۔

118) کتابِ الٰہی اور بہ شرطِ صحت سنت رسول ﷺ میں اخبار اور اوامر و نواہی سے متعلق جو کچھ بھی بیان ہوا ہے، وہ سب برحق ہے اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

خاتمہ

119) ہم ظاہری و باطنی طور پر وہی کہتے ہیں جس کا ہمیں اللہ نے حکم دیا ہے:

قُولُوٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ مَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ

(البقرہ 136:2)

"مسلمانو، کہو کہ "ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس ہدایت پر جو ہماری طرف نازل ہوئی تھی اور جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور اولادِ یعقوب علیہ السلام کی طرف نازل ہوئی تھی اور جو موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے تمام پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئی تھی۔ ہم ان کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے مسلم (فرمانبردار) ہیں۔"

یہ ہے ہمارا عقیدہ، اسی پر ہمارا ایمان ہے، اسی کی طرف ہم بلاتے ہیں اور اسی کی خاطر ہم جہاد کرتے ہیں۔ ہم اسی پر زندہ ہیں، اسی پر ہمیں موت آئے گی اور اللہ نے چاہا تو اسی کے ساتھ ہم اللہ عزوجل سے ملیں گے۔ ہم اللہ رب العزت سے قبولیت، ثابت قدمی اور حسنِ خاتمہ کی دعا کرتے ہیں۔

وصلى الله على محمد النبي الأمي و على آله و صحبه وسلّم

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

ابو بصیر عبدالمنعم مصطفیٰ حلیمہ

1422/12/26ھ

یادداشت

....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....
....

یادداشت

یادداشت

عقیدہ طائفہ منصورہ

اسلام میں ایمان وعقیدہ کی اہمیت محتاجِ بیان نہیں۔ اعمالِ صالحہ کی قبولیت، عقیدہ کی صحت اور درستی ہی پر منحصر ہے۔ علمائے اسلام نے ہر دور میں اسلامی عقاید کو کتاب وسنت کی روشنی میں اُجاگر کیا ہے۔ زیرِ نظر کتابچہ بھی اِسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ مصنفِ محترم نے ایمہ سلف کے اسلوب ومنہج کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے نہ صرف اساسی عقاید وتصورات کو واضح کیا ہے، بلکہ عصر حاضر کے اُن افکار ونظریات پر بھی گفتگو کی ہے، جو فکر وعقیدہ کے موضوع سے تعلق رکھتے ہیں، چناں چہ جمہوریت، سیکولرازم اور خودساختہ قوانین ایسے موضوعات بھی زیرِ بحث آئے ہیں، جس سے واضح ہوتا ہے کہ ہر عہد میں رائج فلسفوں کے حوالے سے اسلامی تعلیمات میں واضح راہنمائی موجود ہے۔ نصوص سے تمسک، منہجِ سلف کی پیروی اور طرزِ بیان کے اعتبار سے زیرِ نظر کتابچہ بلاشبہ عقیدہ طحاویہ کے بعد عقایدِ اہلِ سنت کی معرفت کے لیے ایک معیاری متن کی حیثیت رکھتا ہے۔

فہمِ سلف سے وابستہ منہجِ اہلِ سُنت کا داعی

منبر التوحید والسنۃ

40-A نور الحق کالونی، بہاولپور، فون: 0344-4762077